بسم اللہ الرحمن الرحیم

صراط المستقیم

Thanvi, Muhammad Ashraf Ali

فتویٰ متفقہ

مکرم ومحترم عالیجناب حکیم الامۃ مجدد الملۃ امام العلماء والفضلاء ومفتی اعظم
حضرت مولانا مولوی صوفی محمد اشرف علی صاحب تھانوی ادام ظلہم
ودیگر حضرات علماء کرام کے فتاوے

منصور حیدر راجہ

جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کانگریس کی موجودہ تحریک سول نافرمانی وغیرہ
مسلمانوں کی مذہبی واقتصادی زندگی کے لیے سخت خطرناک ہے
اور مسلمانوں کی اسمیں شرکت شرعاً حرام وناجائز ہے

جنکو خان بہادر حاجی محمد یوسف صاحب احمپائی دہلی نے

جید برقی پریس دہلی میں طبع کرایا

M01 .T367m
INSTITUTE
OF
ISLAMIC
STUDIES
33019 ★
McGILL
UNIVERSITY
3517494

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صراط المستقیم

فتویٰ متفقہ

مکرم و محترم عالیجناب حکیم الامۃ مجدد الملۃ امام العلماء والفضلاء مفتی اعظم
حضرت مولانا مولوی صوفی محمد اشرف علی صاحب تھانوی دام ظلہم
و دیگر حضرات علماء کرام کے فتاوے

جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کانگریس کی موجودہ تحریک سول نافرمانی وغیرہ
مسلمانوں کی مذہبی و اقتصادی زندگی کے لیئے سخت خطرناک ہے
اور مسلمانوں کی اسمیں شرکت شرعاً حرام و ناجائز ہے
جنکو خان بہادر (حاجی) محمد یوسف صاحب احمد پائی دہلی نے

جید برقی پریس دہلی میں طبع کرایا

MGI
T3672

ضروری التماس!

مہربانی فرما کر ان فتووں کو خود بھی بغور پڑھیں اور اپنے دوستوں اور عورتوں اور بچوں کو بھی سنائیں۔ مساجد میں حضرات امام صاحبان جملہ نمازیوں کو سُنا کر اجر عظیم کے مستحق ہوں

(نوٹ) (۱) اور دیگر بہت مقامات سے بھی استفتا کے جوابات موصول ہو رہے ہیں بعد طبع اس رسالہ کے شامل کر دیئے جاویں گے

(۲) اگر کسی مقام پر کوئی مسلمان اسکو طبع کرانا چاہے تو خادم کے حوالہ سے طبع کرائیں کیونکہ تمام اصلی تحریرات بندہ کے پاس محفوظ ہیں۔

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد وصلوٰۃ عرض ہے کہ کانگریس کمیٹی اور گاندھی تحریک آزادی وسول نافرمانی وغیرہ (جو ملک کے امن عامہ کو برباد کرنے اور ہندوستان میں رام راج قایم کرنے کیلئے اٹھائی گئی ہے) مسلمانوں کی مذہبی واقتصادی زندگی کیلئے نہایت خطرناک اور شرعاً ناجائز ہے

کفر اسلام کی ضد ہے اور ہر کافر مسلمانوں کا دشمن ہے۔ دشمن سے فائدے کی امید رکھنا حماقت ہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے (پ۴ ع ۲ غیروں (کافروں) کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے تمہاری تکلیف ومصیبت تو ان کی دلی تمنا ہے۔ دشمنی ان کے منھ سے ظاہر ہو چکی اور جو کچھ ان کے سینوں میں دبا ہے وہ اور بھی زیادہ سخت ہے

اسی طرح آیات کلام اللہ میں (پ۶ ع ۹) صاف ارشاد ہے کہ کافروں کو اپنا دوست اور مددگار نہ بنانا (پ۱ ع ۱۲) ہرگز تم ان کی مدد نہ کرنا انکے کہنے میں نہ آجانا ورنہ وہ تم کو تمہارے دین سے ضرور برگشتہ کرکے چھوڑینگے۔ پھر تم نقصان میں پڑ جاوگے (پ۴ ع ۱۰) اسی قسم کی بیسیوں آیات ہیں جن میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے نہایت سختی کے ساتھ مشرکین سے اجتناب کا حکم فرمایا ہے مسلمان برادران وطن کے ساتھ شریک ہو کر اتفاق واتحاد قائم کرکے بارہا دھوکہ اٹھا چکے ہیں۔ ہر قسم کے نقصانات برداشت کر چکے ہیں، حکومت دولت عزت وحرمت کو برباد کر چکے ہیں، ہماری طاقت کا بھرم جو اغیار پر باقی تھا

330/9

اسکو بھی گذشتہ تحریک کے زمانہ میں برادران وطن سے ملکر ان کی نظر کردیا، ہرے بھرے گلزار کو نذر خزاں کردیا، برادران وطن سے مل کر اب کیا نذر کرنا چاہتے ہو؟

اور اب کیا ہوس باقی ہے؟

انسان کچھ کھو کر ہی سیکھتا ہے، ہم نے سب کچھ کھو کر بھی کچھ نہ سیکھا

سوراج کا انجام

میں خیال کرتا ہوں کہ میری حق اور صداقت بھری تحریر اور خواب غفلت سے چونکانے والی آواز خودغرضوں اور نااہلوں کے نقارخانہ میں صدالطوطی سے زیادہ وقعت نہ رکھے گی لیکن مجھو اسکی پرواہ نہیں میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کو ان کے مستقبل کے نتیجہ سے آگاہ کروں، یہ یقینی امر ہے کہ سوراجی پارٹی اور کامل آزادی کے طالبوں کو میری تحریر ضرور شاق گذریگی لیکن واقعات گذشتہ اور حاضرہ پر جنکی وسیع نظر ہے اگر میری تحریر کو بہ نظر انصاف ملاحظہ فرمائیں گے تو ان کا ضمیر خود میری ہی تائید کریگا۔

مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ آج سوراج اور مکمل آزادی کے طلبگار جو حصول آزادی میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں وہ اس قابل بھی ہیں کہ عنان سلطنت ان کو سونپ دی جائے؟

یہ ایک اہم سوال ہے اور اسکے جواب میں ہر محب اور ذی عقل شخص اپنا بیش بہا معمولی اور قیمتی وقت صرف کرکے غور و فکر کے بعد ضرور اس نتیجہ

پر پہونچے گا کہ اہل ہند اب تک کسی طرح اس کے اہل نہیں کہ انکو عنان حکومت تفویض کی جائے۔

اور گورنمنٹ آزادی تسلیم کر کے ہندستانیوں کو ہندوستان کے سیاہ و سفید کا مالک بنا دے اور ان کو سوراج دیگر اقلیتوں کا خون کرے اور لا متناہی خانہ جنگیوں کا دروازہ کھول دے اگر خدانخواستہ ہندوستان کی بدقسمتی سے ایسا ہوا بھی تو تمام نظام درہم و برہم ہو جائینگے دنیا سے امن اُٹھ جائے گا مظلومانہ اور حریصانہ جنگ شروع ہو جائے گی۔

ہندوستان کے سیاست دان حضرات میں اتنی اہلیت اور قابلیت ہی نہیں کہ وہ اپنی خانہ جنگیوں کو روک سکیں تو بھلا دوسروں کی للچائی ہوئی نگاہوں کی کیسے تاب لا سکتے ہیں۔ ہندوستانیوں میں حکومت خود اختیاری کی قابلیت کسی طرح بھی موجود نہیں ہے ملکی بھائیوں کے آپس کے برتاؤ مذہبی اور معاشرتی اختلافات آئے دن کے تنازعات کسی دلیل کے محتاج نہیں۔

لیڈروں، رہنماؤں، مبلغوں، کا آپس میں عناد و شقاق پریس اور اخبارات کا تصادم، مذہب کا مذہب سے ٹکرانا، سنگھٹن، جمعیت علمار، خلافت کمیٹی کانگریس، مہا سبھا، امن سبھا، مسلم لیگ، سکھ لیگ، وغیرہ وغیرہ کا ایک دوسرے سے اصولی اختلافات و ذاتی عناد جو صرف فواحشات اور گالی گلوچ تک ہی محدود نہیں بلکہ زدوکوب اور قتل و غارت تک بھی نوبت پہنچی ہوئی ہے یہ سب مثل روز روشن عیاں ہے۔ پس جس قوم کا یہ حال اور مطمح نظر مد مقابل کو زک دینا اور اپنی خود غرضیوں کو عملی جامہ پہنانا ہو وہ کیا مصالح سلطنت سمجھ سکتی

ہے اور غریب رعایا کی تکالیف اور درد کا کیا علاج کر سکتی ہے اور ایسے خود غرضوں متعصبوں سے بھلائی اور رفاہ عام کی امید رکھنا کمال نادانی اور ناقابل تلافی نقصان ہے انصاف کیجئے کہ ایسی کوتاہ نظر اور اپنے بھائیوں کے ساتھ دلی عداوت رکھنے والی جماعت کیا کامل آزادی لیکر دنیا کے سامنے سرخرو ہو سکتی ہے اور ہندوستان جیسے مختلف الخیال اور مختلف العقائد ملک میں امن و شانتی قائم رکھ سکتی ہے ؟ نہیں اور ہرگز نہیں

آج ہندوستان کو سوراج حاصل نہیں ہے لیکن ہندؤں کی اکثریت اور طاقت کی بنا پر ہندو راج ضرور حاصل ہے یعنی ہندؤں کو جو اکثریت اور باعتبار نشستوں کے جو قوت حاصل ہے اس سے مسلمانوں کے جس قدر حقوق پامال ہو رہے ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔

ہندو ممبران کی کثرت نے شاردا ایکٹ کو جو مسلمانوں کے لئے مذہبی مداخلت ہے پاس کرایا۔ حالانکہ اکثر مسلم ممبران نے اس بل کی مخالفت بھی کی۔ اسی طرح اسمبلی میں انسداد گاؤکشی کا مسئلہ پیش ہونا ہندؤں کے اعلیٰ طبقہ اور تعلیمیافتہ صاحبان کی کدورت قلبی کا ثبوت ہے ہندو قانونی پہلو بھی لئے ہوئے مذہبی مداخلت کے درپے ہیں، اہل ہنود کا تشدد آمیز اور سفاکانہ برتاؤ جو مسلمانوں سے ہر سال بقر عید کے موقعوں پر قربانی گاؤ کو بند کرانے کیلئے برتا جاتا ہے مساجد کے سامنے باجہ بجانے کے سلسلہ میں جو مظالم مسلمانوں پر ڈھائے جاتے ہیں وہ ہمیشہ آپ کو اخبارات سے معلوم ہوتے رہتے ہیں، یہ سب کچھ قانون شریعت کو مٹانے اور مسلمانوں کو شریعت سے ہٹانے اور ہندو تہذیب اشرفیہ جاری کرنے کیلئے کیا

جاتا ہے۔

افسوس ہمارے خودساختہ لیڈر ہندوؤں کے دلی منصوبے اور شریعت شکن کارروائیوں
د متعلق پروا نہیں لیتے اور نہ مستقبل پر غور کرتے ہیں۔

معزز ناظرین ہندوؤں کے رویہ کا مشاہدہ آپ کو اس وقت ہو رہا ہے جب کہ
سوراج یا مکمل آزادی "ہنوز دلی دور است" کا مضمون ہے بعد حصول سوراج ہندوؤں
کے ہاتھوں مسلمانوں کی کیا درگت ہوگی۔ اس کا علم خدا ہی کو ہے آئے دن ہندوستان
میں مساجد کو شہید کرنے، خون کرنے، مسجدوں کے سامنے باجہ بجانے ہر سال
قربانی گاؤ پر ہندو مسلم فسادات ہونے کے متعلق اگر تفصیلی حالات لکھے جائیں
تو ایک دفتر درکار ہے۔

کہیں ہندوؤں کی اکثریت اور کہیں ان کی دولت و امارت مسلمانوں کے لئے وبال
جان بنی ہوئی ہے۔ ہندوؤں کی متعصب نگاہیں اپنے موقعوں کو کبھی ہاتھ سے خالی جانے
نہیں دیتیں۔ جب اور جس قسم کا موقعہ ان کو ملتا ہے مسلمانوں کے برباد کرنے
میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑتے۔

ناظرین یہ مذکورہ حالات ہیں اس ملک کے اور اس ملک کے سیاسی اور
تعلیمیافتہ باشندوں کے جو آج سوراج اور مکمل آزادی کے حامی ہیں اور خود
کو سلطنت کا اہل قرار دیتے ہیں۔

کیا جس قوم کی ذہنی اور نفسانی کیفیت ایسی ہو اور اسکی ضمیر فساد و عناد کا
امنڈ نشو و نما کرتی اور جس میں ہر طرح جھگڑتی ہو اسکو سلطنت کا اہل کہا جا سکتا
ہے؟ اور وہ قوم کبھی بھی بغیر تیسری قوم کی مدد کے امن قائم رکھ سکتی ہے؟

ہندوستان جیسے مختلف الخیال اور مختلف العقائد خطہ میں ہندو مسلمان آریہ سکھ عیسائی وغیرہ وغیرہ بڑے بڑے مختلف صدہا فرقے آباد ہیں ان میں بھی آپس میں کوئی اتحاد نہیں نہ ایک راہ عمل ہے نہ ایک دوسرے سے خوش۔

مسلمانوں میں سنّی شیعہ قادیانی احمدی وغیرہ فرقے ہیں جو کسی ایک مسلک پر متحد نہیں فروعات اور جزئی اختلافات پر ایک دوسرے سے برسرِ جنگ ہیں۔

اسی طرح ہندوؤں میں بھی مختلف فرقے ہیں اور ان میں بھی اسی قسم کی کشمکش ہے۔

سکھوں کو لیجئے تو وہ ہندو مسلمان دونوں سے ناراض بے اعتماد ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہندوستان میں جتنے فرقے آباد ہیں کسی سے ایک دوسرے کا اتفاق اتحاد نہیں ایک دوسرے کو اپنے میں جذب کرنے کی فکر میں کوشاں اور سرگرداں ہر اکثریت اقلیت کو دبانا چاہتی ہے

میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں یہ خصائل مذکورہ جس قوم میں ہوں وہ کبھی آزاد نہیں رہ سکتی اور قدرت بھی اسکو کبھی اس کا اہل نہیں سمجھتی - ایسی قوم کیلئے آزادی سم قاتل ہے جسکا علاج سوائے طوق غلامی کے دنیا میں اور کچھ نہیں - ایسا ملک اگر آزادی اور سلطنت کا طلبگار ہو تو گویا - وہ اپنے لئے زہر تجویز کر رہا ہے - ایسے نادان مریض کی بات طبیب ہرگز کان نہ دھریگا کیا گورنمنٹ برطانیہ ہندوستانیوں کی جبتک کہ ان میں صلاحیت نہ ہو آزادی تسلیم کر کے اسکے تجویز کردہ زہر کو اسکے لئے جائز رکھے گی ؟ اگر ایسا ہوا تو کہا جائیگا کہ گورنمنٹ نے سخت غلطی کی اور ہندوستانیوں کو اسلئے ایک پر خطر گڑھے میں ڈالکر یک بیک گرا دیا

میرے منصف حضرت :- یہی پھوٹ اور آپس کی نااتفاقی جو ہندوستانیوں کے رگ و ریشہ میں ازل ہی سے کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے ہندوستان میں انگریزی تسلط کا باعث ہوئی اور اسی طرح انگریزوں سے قبل بھی صدیوں تک پردیسی حکومتیں ہندوستان کے ازلی محکوموں پر حکمرانی کرتی رہیں ہندوستانیوں کی کی سینکڑوں برس کی قدیمی غلامی سب سے بڑی و کھلی دلیل ہے کہ ہندوستان کبھی بھی خود مختاری کے قابل نہ تھا، کیونکہ ان کے اندر شروع سے وہ جزو لطیف ہی قدرت نے نہیں بخشا جسکو آزادی اور حریت کے معزز نام سے موسوم کیا جاتا ہے اگر ہندوستان میں حریت کا مادہ موجود ہوتا تو آج سینکڑوں برس سے وہ پردیسی حکومتوں کا محتاج نہ ہوتا، اور صدیوں تک سلطنت تیموریہ غزنویہ، غوریہ، مغلیہ، شرقیہ، انگلشیہ ہندوستان میں اپنا قدم جمائے نہ رکھتیں اب بھی ہندوستان پردیسی حکومت کا محتاج ہے اگر آج ہندوستان

کی بدقسمتی سے بجائے موجودہ انگریزی حکومت اٹھالی جائے تو ایک روز کا بھی امن محال ہے۔ طاقتور کمزور کو، کثرت قلیت کو فنا کردیگی اور ایک ہیبتناک خانہ جنگی شروع ہوجائیگی مسلمانوں کو مذہبی احکام کا ادا کرنا مشکل ہوجائیگا، مساجد شہید کردیجائینگی مسجدوں میں اذانیں اور نمازیں ممنوع قرار دی جائینگی۔ قربانی اور ذبیحہ گاؤ پر ہزاروں جانیں بیقصور تلف ہونگی ان خانہ جنگیوں سے فائدہ اٹھاکر ہندوستان جیسے زرخیز ملک پر للچائی ہوئی نگاہیں مثل گدھ منڈلاتی ہوئی نظر آئینگی اور آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ آئندہ پھر کسی نہ کسی حکومت کا دست ترحم دراز ہوگا اور پھر وہی گردن ہوگی طوق غلامی ہوگا اور غلام ہندوستان کا خطاب ہوگا

حضرات! میری مطالعہ میں آپکو اس تحریر بظاہر سوراج اور تحریک آزادی کے خلاف معلوم ہوگی لیکن حقیقتاً واقعہ ایسا نہیں ہے اور نہ یہ میرا منشا ہے کہ کسی کے دلی جذبات کو مجروح اور فطرتی احساسات کی بلا وجہ مخالفت کروں

لیکن ہنود کی فرقہ بندی اور ہندوؤں کے اسلام اور شعائر اسلام کیساتھ معاندانہ و جارحانہ برتاؤ کو دیکھکر عرض کیا جاتا ہے۔

اگر حقیقتاً غلامی سے آزاد ہونا ہے تو ایسے خیالوں کو جو عداوت اور مناقشت اور خودغرضی کا درجہ رکھتے ہیں مساوات اور موالات و ایثار سے بدل دینا چاہیے جس طریقہ کو ہمارے برادران وطن اپنی مطلب براری کیلئے اختیار کئے ہوئے ہیں وہ سخت ضرررساں ہے، اگر برادران وطن واقعی شیدائے حریت اور مستانہ آزادی ہیں تو اپنے موجودہ غدارانہ اور سفاکانہ طریقہ کو بدلیں اور تنگ ظرفی اور خودغرضی کا سدباب کریں، اور زبانی نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں مساوات اور اتحاد پیدا کریں (۱) ملک کے لئے ایک ایسا دستورالعمل مرتب کریں جس پر سب قومیں متفق اور

(۲) ایسے مواقع واسباب پیدا کئے جادیں کہ ہر قوم اور ہر مذہب والا دوسرے پر اعتبار و اعتماد کرے اور قلیت اکثریت سے مطمئن ہو۔

(۳) تمام اقلیتوں کے مذہبی اور سیاسی حقوق محفوظ رہیں۔

(۴) ہر پابند مذہب اپنے مذہبی احکام میں آزاد ہو۔ کسی پر کسی طرح کی پابندی نہ ہو۔

مسلمان انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہو کر کبھی بھی ہندوؤں کی غلامی کو گوارا نہ کریں گے۔

ان مذکورہ اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے حصول آزادی کا نام لینا چاہیئے۔

اسی لئے مسلمانان ہند کی متعدد جماعتوں نے متفقہ طور پر فیصلہ کر دیا ہے کہ کانگریس کی موجودہ تحریک سول نافرمانی وغیرہ مسلمانوں کے لئے سخت خطرہ کا موجب ہے اور اسلامی روایات اور اسلامی مفاد کے اشد ترین منافی ہے اور مسلمانوں کے مذہبی اور سیاسی حقوق کو تباہ اور برباد کرنے کیلئے شروع کی گئی ہے۔

اسلام کی محبت جو ہمارے سینوں میں محفوظ ہے غیر ممکن ہے کہ ہم سے کوئی چھین سکے ہمنے تلواروں اور سنگینوں کے سایہ میں اسلامی علم بلند کیا ہے ممکن ہے کہ دریا خشک ہو کر مٹی ہو جادیں اور ممکن ہے کہ پہاڑ اپنی جگہ سے سرک جاویں مگر محال اور بالکل محال اور غیر ممکن ہے کہ حضور آقائے نامدار روحی فداہ کے سچے غلام کسی دوسرے مالک کے در کی جبہ سائی کریں۔

حاشا وکلا اسلام فتنہ وفساد کا دشمن ہے اسلام دنیا میں امن و اطمینان پھیلانے آیا ہے

اسلام کبھی بدامنی و بربادی کو دوست نہیں رکھتا۔ مناسب ہے مسلمان فتنہ و فساد کی آگ کو دبائیں۔ اپنے کمزور بازوؤں کو طاقتور بنائیں۔

افسوس ہم مسلمانوں کا اس وقت صحیح معنوں میں کوئی لیڈر نہیں ورنہ یہ وقت تھا کہ کمزور مسلمانوں کو قوت پہنچائی جاتی بچھڑے ہوئے مسلمانوں کو گلے ملایا جاتا۔ بکھرے ہوئے شیرازے کو یک سلسلہ میں منسلک کیا جاتا ہر طرف مسلمانوں میں اتحاد اور تنظیم کا دور دورہ ہوتا غیروں سے رابطہ دائمی و قائم کرنے سے پیشتر آپس میں متحد ہو جاتے پھر دوسروں کے ساتھ اتحاد کا نام لیتے کانگریس کمیٹی خالص ہندو کمیٹی ہے۔ اس میں بعض عزیزہ بوجہ اغراض ذاتی و مالی یا جاہی اور بعض بوجہ غلط فہمی کے شریک ہو گئے ہیں اور مسلمانوں کو شریک ہونیکی ترغیب دے رہے ہیں اس وجہ سے مسلمانوں میں نااتفاقی اور عداوتوں اور جنگ و جدل کا بازار گرم ہو رہا ہے فتنہ اور فساد کے دروازے کھل رہے ہیں ہر طرف بدامنی اور بربادی کے آثار نمایاں ہیں کانگریسی تحریک میں صدہا افعال خلاف شرع ہو رہے ہیں جس میں شرکت یا عدم شرکت کیلئے مسلمان سخت متردد ہیں لہذا ضروری معلوم ہوا کہ شرعی احکام بطور فتوی شائع کئے جاویں تاکہ مسلمانوں کو صحیح اور سچے راستے سے آگاہی ہو جاوے۔

حق تعالی مسلمانوں کیلئے اس فتوے کو مفید اور اسپر عمل کرنیکی توفیق عطا فرماتے آمین ثم آمین ۔ وما علینا الا البلاغ ۔

(خان بہادر حاجی) محمد یوسف احمد بانی وانہ دہلی

۱۰ ستمبر ۳۰ء

استفتاء اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ملک ہندوستان میں دوسرے ملک کی رہنے والی ایک غیر مسلم قوم حکمراں ہے اور اسکی رعایا میں دو جماعتیں ہیں ایک مسلم ایک غیر مسلم غیر مسلم رعایا نے اپنی ایک قومی سیاسی مجلس بنائی جسمیں کچھ مسلمان بھی شریک ہو گئے اور حکمراں قوم سے آزادی حاصل کرنیکیلئے ذیل کی تدابیر اختیار کیں

نمبر ۱۔ حکومت کی قانون شکنی کیجاوے گو وہ قانون فی نفسہ مباح ہی ہو یعنی اسکے ماننے سے کسی واجب کا ترک یا حرام کا ارتکاب لازم نہ آوے اور اگر اسپر حکومت تشدد کرے تب بھی مدافعت نہ کرے نہ مقابلہ سے اور نہ قانون شکنی کے ترک کرنے سے گو اس صبر سے بعض اوقات ہلاکت تک کی بھی نوبت آجاوے حالانکہ قانون شکنی سے بچکر اپنی جان کی حفاظت کر سکتے تھے۔

نمبر ۲۔ حکومت سے معاملات منقطع کیا جائے یعنی نہ اسکی نوکری کریں اگرچہ جائز ہی نوکری ہو اور اگرچہ دوسرے ذریعہ معاش کے فقدان سے نوکری نہ کرنے سے کتنی ہی تنگی ہو۔ نہ اسکی تعلیم گاہوں میں تعلیم حاصل کیجاوے اگرچہ وہ تعلیم مباح ہی ہو اور نہ اسکے ملک کے تجارتی اشیاء خصوص پارچہ خریدی جاویں :-

نمبر ۳۔ جن دوکانوں پر ایسی اشیاء کی تجارت ہوتی ہو اُن پر پہرے دار مقرر کئے جائیں کہ وہ خریداروں کو جسطرح بھی ممکن ہو روکیں۔ اوّل زبانی فہمایش سے۔ اگر اس سے نہ مانیں تو اُن کے راستہ میں لیٹ جائیں تاکہ وہ مجبور ہو جائیں اور اگر خرید چکے ہوں تو ان کو واپسی پر مجبور کریں گو دوکاندار خوشی سے واپس نہ کرے اسی طرح دوکانداروں کو ایسی اشیاء کی تجارت بند کرنے پر مجبور کریں اگر وہ نہ مانیں تو اس کو طرح طرح کی تدبیروں سے ضرر پہنچادیں دھمکیاں دیں گو اس دوکاندار کے پاس اور کوئی ذریعہ معاش نہ ہو اور گو اس تجارت کے بند کرنے سے وہ اور اسکے اہل وعیال بھوکوں مریں۔

نمبر ۴۔ اپنے رہبروں کی گرفتاری وغیرہ کے موقعوں پر ہڑتال کرا دینا یعنی دکانیں بند کرا دینا اگرچہ کسی کو دکان بند کرنے سے فاقہ ہی کی نوبت آجاوے۔ اور جو شخص ان مقاطعات واحتجاجات مذکورہ ۲ و ۳ و ۴ میں ان سے شرکت نہ کرے اسکو اذیت پہنچانے میں حتیٰ کہ بعض اوقات موقع پاکر زدوکوب کرنے میں بھی دریغ نہ کریں۔

نمبر ۵۔ ان مذکورہ پہروں اور ہڑتالوں میں بے پردہ عورتوں سے مدد لینا اگرچہ وہ جوان اور زینت سے آراستہ ہوں یعنی ان کا دوکانوں پر بے حجابانہ بیٹھنا اور سڑکوں پر پھرنا یا خرید وفروخت سے روکنا۔ ہڑتال وغیرہ کی ترغیب دینا اور اس مقصود کیلئے اجنبی مردوں سے بے تکلف خطاب واختلاط کرنا اور ہاتھ جوڑ جوڑ کر یا راستہ میں لیٹ لیٹ کر خریداروں کو مجبور کرنا جس سے بعضے غلبۂ حیا سے اور اکثر غلبہ شہوت سے متاثر ہو جاتے ہیں اور اس میں

نگاہ اور قلب کا فتنہ تو یقینی ہے اور بعض وقات اس سے آگے فحش افعال میں بھی ابتلا ہو جاتا ہے
نمبر۶۔ اگر کوئی گرفتار ہو جائے ان میں سے بعضے لوگ جیلخانہ میں مقاطعہ جوعی کرتے ہیں یعنی کھانا نہیں کھاتے یہاں تک کہ مرجاتے ہیں۔ اور قوم میں ان کی مدح کی جاتی ہے۔
نمبر۷۔ وقتاً فوقتاً جلسے کئے جاتے ہیں جلوس نکالے جاتے ہیں ان میں تلبیسی تقریریں کی جاتی ہیں بعض اوقات کنواری بیاہی۔ نوجوان عورتیں بھی تقریریں کرتی ہیں خلاف شرع نظمیں پڑھی جاتی ہیں، باجا وغیرہ بھی بجایا جاتا ہے
نمبر۸۔ ان تحریکات کی غرض خود اس جماعت کے اقرار سے تو ایک ایسی حکومت کا قائم کرنا ہے جسمیں عنصر غالب اس غیر مسلم جماعت کا ہوگا۔ اور عنصر مغلوب جماعت مسلم کا مگر واقع میں یہ عنصر مغلوب بھی برائے نام ہی ہے اصلی غرض اس غیر مسلم جماعت کا تسلط ہے جس سے شعائر اسلام اور جماعت مسلمین ذاتاً یا مذہباً بالکل فنا ہو جائیں چنانچہ خود اس حکومت کا نظام مجوزہ اور اس جماعت کے معاملات و واقعات اور تقریرات وتحریرات اسپر کافی گواہ ہیں چنانچہ تھوڑا ہی زمانہ گزرا کہ اس جماعت غیر مسلم نے عام مسلمانوں کو آزادی کی جدوجہد میں شریک کرنے اور ان سے مدد لینے کی لئے ایک قرارداد منظور کی تھی جس سے مسلمانوں کے مذہبی و قومی مصالح اور ملکی حقوق کا ایک حد تک تحفظ ہوتا تھا۔ چنانچہ اس قرارداد کی وجہ سے

بعض مسلمان کسیقدر مطمئن ہو گئے تھے لیکن بعد میں اس جماعت نے اپنی دوسری خالص مذہبی و قومی مجلس اعظم کے ایما و ہدایت کے موافق اس قرار داد کو منسوخ کر دیا اس کارروائی سے ایک تو اس جماعت غیر مسلم کی نیت و ارادہ کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اپنے زیر اثر اور مغلوب کر کے رکھنا چاہتی ہے اور یہ خطرہ یقینی ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی اور قومی معاملات میں اسلامی شریعت کے خلاف دست اندازی ہوا کریگی جسکی مثال ساردا ایکٹ کی صورت میں پہلے سے موجود ہے دوسرے اس جماعت غیر مسلم کے نقض عہد کی وجہ سے مسلمانوں کو آئندہ انکے کسی عہد و پیمان پر اعتماد نہیں ہو سکتا۔

نمبر ۹ - ان تدابیر کی تجویز و تعلیم و تنفیذ کا علمبردار ایک ایسے غیر مسلم کو قرار دیا گیا ہے جس کا مطمح نظر صرف اپنی قوم کا مفاد ہے اور مسلمانوں سے اسکو کوئی ہمدردی نہیں چنانچہ اس کے مقاصد میں سے گاؤکشی کا انسداد خود اسکے اقرار سے ثابت ہے جیسا کہ اخبارات میں مذکور ہے اور باوجود اسکے بعض مسلمان اس غیر مسلم کے ایسے مطیع و معتقد اور محب ہیں کہ جو اسکے منہ سے نکلتا ہے عمل میں بھی اس پر لبیک کہتے ہیں اور اسکے مقولہ کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور اسکے محاسن نہایت جوش و خروش سے بیان کرتے ہیں اور کم سے کم ٹوپی ہی پہننے میں رغبت سے اسکے ساتھ تشبہ کرتے ہیں۔

نمبر ۱۰ - اس جماعت غیر مسلمہ کے بعض افراد اپنی قوت بڑھانے کیلئے مسلمانوں کو شرکت کی اب بھی دعوت دیتے ہیں اور بعضونکو اپنی قوت پر ایسا زعم ہے یا کسی مصلحت سے وہ قوت کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی طرف التفات بھی نہیں کرتے

مگر بعض مسلمان نوبت بہ تکمیل ہیں ان کی طرف بڑھتے ہیں۔ پھر ان میں بعض مسلمان تو ظاہرا و باطنا ان کے تبع ہو کر اور بعض برائے نام زبان سے تو اپنے استقلال کے مدعی ہو کر مگر عملا ان کے تابع ہو کر ان کے ساتھ شرکت کرتے ہیں یہ مجمل صورت ہے واقعات کی۔ اور تفصیل شہادات و مطالعہ اخبارات سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اب ان واقعات کے متعلق سوالات حسب ذیل ہیں۔

الف۔ آیا یہ افعال مذکورہ شرعا جائز ہیں یا نہیں۔ و جماعت مسلمین کو ایسے افعال کا ارتکاب جائز ہے یا نہیں۔ بالخصوص جماعت غیر مسلمہ کے تابع ہو کر بالخصوص جب کہ اس میں شرک کی تقویت اور اسلام کا ضعف ہو جیسا واقعات نمبر ۸ و نمبر ۹ و نمبر ۱۰ سے ظاہر ہے

ب۔ اگر افعال ممنوعہ کے ساتھ کچھ افعال مباح بھی ہوں تو ان افعال مباحہ کے شامل ہونے سے آیا افعال ممنوعہ بھی مباح ہو جاوینگے یا مباح وغیر مباح کا مجموعہ غیر مباح رہے گا۔

ج۔ ایسی حکومت جو مرکب ہو جماعت مسلمہ و غیر مسلمہ سے کیا وہ حکومت اسلامی ہوگی یا غیر اسلامی خصوص جب کہ قرائن قطعیہ سے ثابت ہو کہ اس حکومت میں ہمیشہ مقصود مصالح سیاسیہ ہونگے اور جب کبھی ان مصالح میں اور مذہب میں تصادم و تزاحم ہوگا وہ مصالح ہی مقدم ہونگے اور مذہب کو یا ترک کر دیا جاویگا یا اس میں تحریف کر کے ان مصالح پر منطبق کر دیا جاویگا نیز اس حکومت میں جس قسم کے مسلمان حصہ پا سکتے ہیں خود انکے حالات سے بھی یہی ترجیح مصالح کی مذہب پر قریب قریب یقینی ہے، جسکی تازہ

تغییر امان اللہ خاں کی حکومت کا رنگ ہی پھر غیر مسلم سے تو رعایت مذہب کی
کیا توقع ہے پس کیا ایسی حکومت کیلئے جو کہ مسلم و کافر میں مشترک ہو پھر مسلم بھی
وہ جنکی حالت ابھی مذکور ہوئی کوشش کرنا جہاد ہے جس کی شرعی غرض اعلاء
کلمۃ اللہ اور تقویت دین ہے اور گو اب بھی حکومت غیر اسلامیہ ہے مگر کیا ان
دونوں صورتوں میں کچھ فرق ہے یا نہیں کہ اب تو حکومت غیر اسلامیہ ہمارے
اختیار سے نہیں اور وہ ہمارے اختیار سے ہوگی۔ نیز اس وقت کی حکومت
غیر اسلامیہ کی رعایا کے مذہب کو نقصان نہیں پہنچتی۔ اور وہ حکومت
جو برائے نام مشترک اور درحقیقت غیر اسلامیہ ہوگی نقصان مذہب اسلامی کو
ضرر پہونچاوے گی جیسے شواہد مشاہد ہیں جو کہ روزانہ اخبارات میں بھی شائع
ہوتے رہتے ہیں۔

(۵) اگر کسی ایک عالم یا علما کی کسی جماعت نے افعال مذکورہ میں شرکت یا موافقت
کا فتویٰ دیدیا خواہ کسی غرض فاسد سے خواہ خلوص نیت سے اجتہادی غلطی سے حقیقت
[illegible] فتویٰ کو [illegible] کے ساتھ تقلید کی گئی مسلمانوں میں
[illegible] ہو کہ
[illegible]
[illegible] ساتھ دیتے
علماء اس فتویٰ میں متفق بھی نہ ہوں تو کیا سب مسلمانوں پر اس فتویٰ پر عمل کرنا
واجب ہو جاتا ہے یا ان میں سے جس کو اعتقاد ہو اسکے فتویٰ پر عمل کر سکتا ہے
اور کیا جب علماء خود دو گروہ ہو گئے ہوں گو یہاں ایسا نہیں ہے) اتفاق

کرلینا اجماع میں داخل ہو جاویگا جسکی مخالفت ناجائز ہوتی ہے

۵۔ جو شخص ان تدابیر کو خلاف شرع سمجھ کر اس میں شرکت نہ کرے اس پر ملامت کرنا یا طعن کرنا یا اسکو بدنام کرنا یا اس سے بڑھکر اسکو کسی قسم کی مالی یا بدنی اذیت و مضرت پہونچانا جیسا کہ بہت مواقع پر ہوا جائز ہے؟

الجواب

الف۔ یہ افعال شرعاً جائز نہیں۔ اور مسلمانوں کو ایسے افعال کا ارتکاب جائز نہیں خصوص جب کہ غرض بھی وہ ہو جو سوال میں مذکور ہے اسوقت دو قبح جمع ہو جائینگے ایک۔ غیر حقیقت کے دوسرا اعتبار غایت کے چنانچہ ایک ایک کے متعلق لکھتا ہوں۔

(نمبر۱) حق تعالے فرماتے ہیں [illegible] جس حالت میں جس قانون پر عمل کرنا شرعاً جائز ہو جیسا سوال میں مذکور ہو تو بلا ضرورت ایسی قانون شکنی کا بخلاف آیت ظاہر ہے

(نمبر۲) یہ مقاطعہ بعض اوقات ترک واجب تک مفضی ہو جاتا ہے مثلاً کسی کے پاس بجز اس نوکری یا اس خاص تجارت کے دوسرا کوئی جائز ذریعہ معاش کا نہیں اور ادائے حقوق اہل و عیال کے لئے اسپر اکتساب واجب ہو تو اس مقاطعہ سے اس واجب کا ترک لازم آتا ہے۔ اور ترک واجب معصیت ہے اور جن مقاطعات میں اس واجب کا ترک بھی لازم نہ آتا ہو

مگر حکومت سے عداوت لازم آتی ہے اور بلا ضرورت شرعیہ ضعیف کیلئے جائز نہیں
کہ قوی کو اپنا دشمن بنالے کہ اس میں خود اپنے کو مصیبت میں ڈالنا ہے جس کی
ممانعت آیت مرقومہ نمبر ا میں گذری ہے اور یہ جب ہے کہ اس مقاطعہ کو واجب
شرعی نہ سمجھا جائے اور اس پر دوسروں کو مجبور نہ کیا جاوے۔ ورنہ واجب
شرعی سمجھنا مصداق ہے بدعت مخترعہ موضوعہ کا اور مجبور کرنا ظلم و
اکراہ ہے جس کی حرمت ظاہر ہے۔

نمبر ۳) یہ واقعہ بھی متعدد گناہوں پر مشتمل ہے ایک مباح فعل کے ترک پر
مجبور کرنا کیونکہ بجز بعض خاص تجارتوں کے سب اشیاء کی خرید و فروخت کا
معاملہ اہل حرب تک کے ساتھ بھی جائز ہے چہ جائیکہ معاہدین کے ساتھ
فی شرح السیر الکبیر ج ۳ باب ما یکرہ ادخالہ دار الحرب الا انہ لا باس بذلک
فی الطعام والثیاب ونحو ذلک لما روی ان ثمامة بن اثال الحنفی اسلم فی زمن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقطع المیرة عن اهل مکة وکانوا یمتارون ههنا
فکتبوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسئلونه ان یاذن له فی حمل الطعام
الیهم فاذن له فی ذلک واهل مکة یومئذ کانوا حربا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فعرفنا انه لا باس بذلک الا فی الکراع والسبی والسلاح۔ دوسرے
بعد اتمام بیع کے واپسی پر مجبور کرنا اور زیادہ گناہ ہے کیونکہ بدون قانون خیار کے
یہ واپسی بھی شرعاً مثل بیع کے ہے جس میں تراضی متعاقدین شرط ہے قال اللہ
تعالیٰ ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارة عن تراض منکم۔
تیسرے نہ ماننے والوں کو ایذا دینا جو ظلم محض ہے چوتھے اہل و عیال کو تکلیف

پہونچی کہ یہ بھی ظلم ہے پہنچویں اگر اسکو واجب شرعی بتلادیا جاوے تو شریعت
کی تغیر و تحریف ہونا جسکا مذموم ہونا نمبر ۲ میں گذر چکا ہے۔

(نمبر ۴) اس میں بھی وہی خرابیاں ہیں جو نمبر ۳ میں مذکور ہوئیں اور اگر ان
احتجاجات مذکورہ میں شرکت نہ کرنے پر ایذاء جسمانی کی نوبت آجاوے تو یہ
گناہ ہونے میں ضرر زبانی سے بھی اشد اور منافی اقتضاء اسلام کے ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ
والمؤمن من امنہ الناس علی دمائھم واموالھم (جمع الفوائد للترمذی و
النسائی وللبخاری وابی داؤد بدل المؤمن الآخرہ والمہاجر الخ) پھر ان
مقاطعات پر مجبور کرتے ہیں یہ جابرین خود اپنے تسلیم کردہ قانون حریت کے
بھی خلاف کر رہے ہیں ورنہ کیا وجہ کہ اپنی آزادی کی تو کوشش کریں اور
دوسروں کی آزادی کو سلب کریں۔

(نمبر ۵) اس واقعہ کا منصوص حرمت زنا و مقدمات زنا کے منافی ہونا ظاہر
ہے خصوص اس اعلان کے ساتھ جو اس آیت کے عموم میں داخل ہو ان الذین
یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والآخرۃ الآیۃ

(نمبر ۶) اس کا خودکشی و حرام ہونا ظاہر ہے۔ قال اللہ تعالی ولا تقتلوا انفسکم
وفی الھدایۃ کتاب الاکراہ فیاثم کما فی حالۃ المخمصۃ الی قولہ فکان اباحۃ لا
رخصۃ الخ وفی العنایۃ فامتنع عن التناول کالممتنع من تناول الطعام
الحلال حتی تلفت نفسہ او عضوہ فکان آثما الخ۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جان بچانا اس درجہ فرض ہے کہ اگر حالت اضطرا

میں اندیشہ معصیت کا ہو اور ہر دو کہنے سے جان بچ سکتی ہو اس کا نہ کہنا
زبان دیدینا معصیت ہے چہ جائیکہ قطع مرحلہ کا ترک اور اس فعل کی مدح
کرتے ہیں تو اندیشہ کفر ہے کہ صریح تکذیب ہے شریعت کی کہ شریعت جس فعل
کو مذموم کہتی ہو یہ اسکو محمود کہتا ہے۔

(نمبر ۷) قال اللہ تعالی وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم آیات اللہ
یکفر بھا ویستھزء بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ
انکم اذاً مثلھم۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ ایسے جلسوں
اور جلوسوں کی شرکت جس میں خلاف شریعت تقریریں ہوتی ہوں اور علی الاعلان
احکام شرعیہ کی مخالفت کی جاتی ہو صریح گناہ ہے بالخصوص جب کہ ان کو مستحسن
بھی سمجھا جاوے اور دوسروں کو بھی ترغیب دی جاوے۔

(نمبر ۸) اس غرض کا مذموم ہونا ظاہر ہے الذی غرض کو کامیاب بنانے
کی کوشش کرنا صریح اعانت ہے معصیت کی یا کفر کی جس کی حرمت منصوص ہے
قال اللہ تعالی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان الآیۃ

(نمبر ۹) قال اللہ تعالی ولا تطع منھم آثما او کفورا وقال تعالی یایھا الذین
آمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یألونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء
من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الآیات ان کنتم تعقلون ھا انتم
اولاء تحبونھم ولا یحبونکم الآیت وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مدح
الفاسق غضب الرب تعالی واھتز لہ العرش رواہ البیہقی فی شعب الایمان
(مشکوۃ) وقال تعالی ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار الآیۃ وقال رسول

الله صلی اللہ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فھو منھم رواہ احمد
وابوداؤد (مشکوۃ)

ان آیات واحادیث سے اس واقعہ کے جزئیہ کی توضیح ہوتا ہے کہ
(نمبر ۲) فی شرح السیر الکبیر لا باس بالاستعانۃ باہل الشرک ومشرکی منکم
بالمسلمین ج ۳ ص ۱۸۶ لا بأس بأن یستعین المسلمون باہل الشرک علی اہل الشرک
اذا کان حکم الاسلام ھو الظاھر علیھم ... وقد روی ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ احد ... من قبل ... کتیبۃ حسناء ... من ھؤلاء فقالوا یھود ... بنی
قینقاع فقال انا لا نستعین بمن لیس علی دیننا ... وھکذا فی حدیث ... ولانھم
کانوا لا یقاتلون تحت رایۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا تحت رایۃ ذلک ... وبھذہ
الصفۃ فانہ یکرہ الاستعانۃ بھم ... وانما کرہ ذلک لانہ کان من حیث
من بنی قینقاع من حلفاء عبداللہ بن ابی ... کرھوا ... بدینہم ... جریرۃ
قلم فیھم اردھم ... فیہ بعد ذلک حدیث الزبیر حین کان مع النجاشی
یقاتل بہ عدوہ فبالی یومئذ مع النجاشی ... لی قوۃ ان النجاشی
کان مسلما وبعد بعض قلنا ان ظھر النجاشی لم یکن فمن حقنا ما
کان النجاشی یعرف فخلصنا الله ... الی ان مکن اللہ النجاشی
ملکہ ...
. . . .

. . . .

. . . . اس روایت کا حاصل یہ ہے کہ کفار کے
ساتھ ایسے معاملات میں شرکت کی جبکہ اس کوئی امر شرعی مانع نہ ہو شرکت جائز ہے

کہ وہ ہمارے تابع ہوں اور اگر وہ ہمارے تابع نہ ہوں خود متبوع ہوں یا دونوں قوت و عمل میں برابر ہوں تو ان کی ساتھ شرکت جائز نہیں جس کی وجہ بھی اسی روایت میں مذکور ہے کہ جب انہیں بھی قوت مستقلہ ہو تو شرکت میں اندیشہ ہے کہ جب انہوں کی قوت سے ان کا مقابل مغلوب ہو جاوے پھر وہ اپنی قوت سے مسلمانوں کو مغلوب کر سکتے ہیں اور اگر کہیں اس شرط کے خلاف ہوا ہے جیسے ایک غنیم کے مقابلہ میں نجاشی کی مدد حضرات صحابہ نے کی تو اسکی وجہ یا تو یہ ہے کہ نجاشی اس وقت مسلمان ہو گئے تھے یا یہ وجہ ہے کہ مسلمانوں کو حالات موجودہ میں کسی پناہ کی حاجت تھی اور نجاشی بہ نسبت اس غنیم کے مسلمانوں کے لئے زیادہ مفید تھے اسلئے اس موقع پر وہ شرط نہیں رہی یہ حاصل ہے روایت کا اب اس واقعہ کی حقیقت میں غور کرنے سے اس کا حکم اس روایت سے صاف ظاہر ہے وہ یہ کہ اگر مسلمان اس غیر مسلم طالب آزادی جماعت کے ساتھ شریک ہو جائیں تو یقیناً وہ مسلمانوں کے تابع نہیں ہیں بلکہ یا تو متبوع ہونگے اور مسلمان ان کے تابع اور غالب یہی ہے اور یا دونوں برابر ہو سکتے تو گو یہ احتمال بہت ضعیف ہے لیکن اگر یہ بھی ہو تب بھی جواز شرکت کی جو شرط تھی کہ مسلمان متبوع ہوں وہ مفقود ہے اسلئے جواز بھی مفقود ہے اور جو وجہ عدم جواز شرکت کی روایت مذکورہ میں بیان کی گئی ہے کہ مسلمانوں سے کام نکال کر پھر خود مسلمانوں پر غالب آنے کی کوشش کریں یہاں اس کا خطرہ یقینی ہے یہ تفصیل تھی حرف الف کے جواب کی اب بقیہ جوابات عرض کرتا ہوں۔

ب ۔ اصولیین و فقہاء کا مسئلہ مسلمہ ہے ما اجتمع الحلال والحرام

الا وقد غلب الحرام یعنی مجموعہ حلال وحرام کا حرام ہی ہوتا ہے، اور یہی مسئلہ عقلی بھی ہے بلکہ اگر صرف جزو مباح ہی پر نظر کی جاوے مگر وہ ذریعہ ہو جائے کسی مقصود غیر مباح کا سو بقاعدہ شرعیہ مقدمۃ الحرام حرام خود وہ جزو مباح بھی غیر مباح ہو جاتا ہے اس سے اس سوال کا جواب معلوم ہو گیا کہ مباح کے انضمام سے مجموعہ مباح نہ ہوگا، وبعض صورتوں میں خود وہ مباح بھی مباح نہ رہیگا۔

ج ۔ اسی اصل مذکور حرف ب کے مقتضا سے الیی حکومت بھی غیر اسلامیہ ہو گی خصوص جب کہ اس میں وہ خطرات ہوں جو اس سوال میں لکھے گئے ہیں پھر اسکے لیے کوشش کرنا جہاد کیونکر ہو سکتا ہے اسکو اعلاء کلمۃ اللہ وتقویت دین کون کہہ سکتا ہے۔ فی جمع الفوائد سئل النبی صلے اللہ علیہ وسلم عن الرجل یقاتل شجاعۃ ویقاتل حمیۃ (للقوم او الوطن مثلا) ویقاتل ریاء ای ذلک فی سبیل اللہ فقال من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا فھو فی سبیل اللہ للستۃ الا مالکا۔ اور جن دونوں قسم کی حکومتوں میں سوال میں نہایت وضوح وتفصیل سے دو فرق دکھلا کر حکم کا فرق پوچھا گیا ہے فرق ظاہر ہے، اور نمبر ۱ کے جواب میں روایت سے جو قصہ نجاشی کا لکھا گیا ہے وہ ایسے ہی فرق پر مبنی ہے اور ایسے ہی وصف فارق پر حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہٗ نے اپنے ایک فتویٰ کو مبنی فرمایا ہے جو ذیل میں منقول ہے

چونکہ قدیم سے مذہب اور قانون جملہ مسیحی لوگوں کا یہ ہے کہ کسی کی ملت اور مذہب پر خاش اور مخالفت نہیں کرتے اور کسی مذہبی آزادی میں خلل انداز نہیں

کرتے ہیں اور اپنی رعایا کو ہر طرح سے امن وحفاظت میں رکھتے ہیں لہذا مسلمانوں کو یہاں ہندوستان میں جو کہ مملوکہ ومقبوضہ اہل مسیح ہے رہنا اور انکا رعیت بننا درست ہے چنانچہ جب مشرکین مکہ معظمہ نے مسلمانوں کو تکلیفیں اور اذیتیں پہونچائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک حبشہ میں جو مقبوضہ نصاریٰ تھا بھیج دیا اور یہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ وہ کسی کے مذہب میں دست اندازی نہیں کرتے تھے (ملخصہ روئداد جلسہ ۵۲ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور منعقدہ ۲۵ مارچ ۱۹۱۷ء) وتقييد الفتوى بالمذهب الرعية مخرج اضطرار بعضهم من بين على مستعمر في البلاد الشاسعة فما هو من اهل الحكومة ليس في ملة وما هو في الملة ليس من اهل الحكومة اور اسی فرق کی تائید ایک دوسرے مسئلہ سے بھی ہوتی ہے جو کہ عقلی بھی ہے اور شرعی بھی وہ یہ کہ جہاں دونوں شقوں میں مفسدہ ہو مگر ایک میں اشد ایک میں اخف۔ اشد سے بچنے کے لئے اسکو دفع کرنے کیلئے خفیف کو گوارا کر لیا جاتا ہے کما قالوا من ابتلى ببليتين فليختر اهونهما وقد ... في شرح مسلم في حديث بريرة ونصه الثانية والعشرون احتمال اخف المفسدتين لدفع اعظمهما واحتمال مفسدة يسيرة لتحصيل مصلحة عظيمة وذلك مبين هنا في ... شرط الولاء لهم۔

د - ایسا فتویٰ سب پر حجت نہیں ہر شخص کو جائز ہے کہ جس عالم سے عقیدت رکھتا ہو اس کے فتوے پر عمل کرے بلکہ حالات مذکورہ سوالات پر نظر کر کے تو جواز کا فتوی دینے والوں کے قول میں اگر تاویل ہی کر دی جاوے غنیمت ہے مثلاً یہ کہ ان کی نیت نیک ہوگی اور ان مفاسد پر نظر نہ ہوگی اور اسکو اجماع تو کسی طرح

کہہ ہی نہیں سکتے۔ فی نور الانوار واھل الاجماع من کان مجتھداً صالحاً الخ والشرط اجتماع الکل وخلاف الواحد مانع کخلاف الاکثر اھ وانظر الی بعض اقوال مجتھدین خالفوا فیھا الجم الغفیر من العلماء ولم یطعن فیھم بمخالفۃ الاجماع ومبناہ مانعیۃ خلاف الواحد۔

۵۔ اول تو اگر جانبین میں صواب وخطا کا برابر ہی احتمال ہو تو تب بھی مسائل اجتہادیہ میں کسی ایک شق کو صواب سمجھنا اور دوسری شق کے اختیار کرنے پر ملامت کرنا مصداق ہے ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ .... کا اور یہاں تو وجوہ مذکورہ پر نظر کرکے جانب نزع راجح ہے پھر شریک نہ ہونے والے پر کسی قسم کی بدگمانی یا بدزبانی کرنے کا بدرجہ اولیٰ کسی کو حق نہیں واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبہ

اشرف علی

عاشر صفر ۱۳۳۹ھ ہجری

استفتاء دوم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان امور میں کہ جنکی تفصیل ذیل میں درج ہے بینوا بالدلائل

(۱) آجکل قوم ہنود آزادی حاصل کرنے میں بڑی سرگرم نظر آتی ہے اور اس نے فیصلہ کرلیا ہے کہ حکومت کی قانون شکنی کرکے اس کو مجبور کیا جائے تاکہ وہ ہم کو آزاد تسلیم کرے اگر اس مقابلہ میں حکومت کی جانب سے نقصان برداشت کرنے پڑیں تو ان کو بھی بلا مدافعت برداشت کیا جائے یہاں تک کہ ان کی گولیاں اپنے سینہ پر لیجائیں لیکن قدم پیچھے نہ ہٹے تو اس صورت میں ہنود کے ساتھ مسلمانوں کی شرکت جائز ہے یا نہیں اور اس امر میں جمعیۃ العلماء کا یہ فیصلہ کہ مسلمانوں کو شریک ہونا چاہیے حق بجانب ہے یا اس سے غلطی ہوئی۔

(۲) اگر اس مقابلہ میں کوئی مسلمان گولی لگنے کی وجہ سے مرجائے تو وہ شہید ہوگا یا نہیں

(۳) محض اس نیت سے کھدر پہننا کہ ہنود اپنے ارادوں میں کامیاب ہوں اور مشرک کا بول بالا ہو اور اس کو اپنے لئے بمنزلہ فرض کے سمجھنا اور جو لوگ کھدر نہ پہنتے ہوں ان کو بنظر حقارت دیکھنا یہاں تک کہ انکی وجہ سے انکی نمازوں میں قصور بتلانا یہ سب امور جائز ہیں یا نہیں

(۴) مشرک قانون نمک کے توڑنے کا حکم دیتا ہے اسپر کسی مسلمان کا یہ کہنا کہ چونکہ اس نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی ہے لہذا اس کے حکم کی تعمیل فرض ہے پس یہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

(۱) مسلمانوں کا آزاد ہونا اس امر کا مقتضی ہے کہ ارکانِ کفر یک قلم نابود ہو جاویں
اور اہل اسلام کو غلبہ تامّل ہو جائے جو مطلوب شارع ہے۔ اور ہندوؤں کی آزادی
یہ ہے کہ مسلمانوں کو نیست کر دیں اور کسی مسلم کو یہ قوت نہ رہے کہ وہ شرک اور کفر
کی بڑائی بھی کر سکے اس سے ظاہر ہے کہ دونوں آزادیوں میں تضاد ہے ایک ملک
میں دونوں آزادیوں کا اجتماع محالات عقلیہ سے ہے۔

پس صورت مذکورہ میں اگر آزادی ہو سکتی ہے تو ان دونوں قوموں میں سے صرف ایک قوم
آزاد ہو سکتی ہے۔ اور ایسی صورت میں غیر آزاد قوم یقیناً آزاد قوم سے مغلوب رہے گی۔
اس حقیقت کو دیکھتے ہوئے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہنود مسلمانوں کی آزادی چاہتے
ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اخبار بین حضرات پر اچھی طرح روشن ہے کہ ہنود کا اصلی منشا
اپنی بھی کامل آزادی نہیں بلکہ صرف یہ ہے کہ گورنمنٹ کے سایہ میں ہم کو وہ قوت میسر
آجائے جس سے مسلمانوں کی مالی قوت تو برباد کر ہی چکے ہیں بچی قوت بھی مٹا ڈالیں
کہ آج اسکی کوشش کی جاتی ہے تو گورنمنٹ آڑے آتی ہے۔ جب ہم خود مختار ہو جاویں گے
تو اپنے تیس ممبروں میں مسلمانوں کے دس ممبروں کو جذب کر لینا کونسی بڑی بات
ہوگا۔ کہ اوّل تو وہ ممبر خود بھی ایسے ہونگے جو ہماری آواز پر لبیک کہنے والے ہونگے
اور اگر کبھی انہوں نے کسمسانا چاہا بھی تو بوجہ کثرت رائے کے ہماری بھاری پہاڑ سے پچ کر
انکے بھاگنے کی راہ بھی کہاں ہوگی۔ غرض ہم جس طرح نچائیں گے ان کو ناچنا پڑیگا
کیا ساردا ایکٹ کے مسئلہ سے تجربہ نہ ہو چکا کہ ہندو مسلم ممبروں کی کیٹی نے
پاس کر دیا وہ آج اٹل ہے۔ اس کے منسوخ کرانے میں کیا کوئی دقیقہ اٹھا رکھا گیا
لیکن باین ہمہ آج تک اس کو جنبش نہیں ہوئی۔ اور گورنمنٹ کی جانب سے یہ جواب
دیدیا جاتا ہے کہ ہم کیا کریں یہ سب تمہارے ہی نمایندوں کی ۔ دشمنی دماغ کا نتیجہ

سے پھر ہم نے تو احتیاطاً تمہارے بعض معتمد علماء سے بھی دریافت کر لیا تھا لیکن
جب ہم کو ان سے بھی اجازت مل جائے تو پھر ہمارا کیا قصور۔ دوسرا جواب یہ دیا جاتا ہے
کہ جب کسی ملک میں مختلف مذاہب موجود ہوں۔ اور کوئی اصلاحی سکیم جاری کی
جاوے تو اس وقت اصلاح معاشرت عام ہوتی ہے کسی خاص قوم کا اس میں استثنا
نہیں کیا جا سکتا۔ اسی قسم کے اور بھی جواب دیئے جاتے ہیں۔ جن کا صاف مطلب
یہ ہے کہ اب تم چیختے چلاتے رہو جو ہونا تھا ہو چکا۔ غرض یہی قصہ ایک دن اس وقت
ہوگا جب یہ دنیا کے دلدادہ منصب حکومت پر فائز ہوں گے اور نہ ہر کفر عمل اسلام
کی معجون تیار کر کے اس کے ساتھ قوم کا علاج شروع کریں گے مسلمانوں۔ ہوش میں آؤ
اپنے ہاتھوں اپنے کو برباد نہ کرو۔ اس مسئلہ میں جمعیۃ علماء ہو یا کوئی دوسری جماعت
جو بھی معاشرت مشرکین کی رائے دے وہ سخت غلطی میں ہے۔ یک نہیں دو نہیں
بیسیوں آیات میں اس کی حرمت ظاہر ہو رہی ہے مگر کہ صرف دو آیتوں پر اکتفا کرتا ہوں
ارشاد ہوتا ہے کہ یاایھا الذین امنوا لاتتخذوا بطانۃ الایۃ یعنے مسلمانوں۔ غیروں کو اپنا
بھیدی نہ بناؤ۔ وہ تمہاری خرابی میں کمی نہ کریں گے۔ وہ نہیں تمہارا تکلیف میں پڑنا
اچھا معلوم ہوتا ہے۔ ان کی زبانوں سے دشمنی ظاہر ہو رہی ہے اور جو امور
ان کے سینوں میں پوشیدہ ہیں وہ اور بھی زیادہ سخت ہیں۔ اگر تم کو عقل ہے
تو ہم نے کھلی کھلی نشانیاں بیان کر دیں۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہے یاایھا الذین
امنوا ان تطیعوا الذین کفروا الایۃ یعنے مسلمانوں۔ اگر تم نے کافروں کا کہا مان لیا تو یاد
رکھنا وہ تم کو اُلٹا پھیر دیں گے اور تمہاری پہلی بستی کا نظارہ پھر تم کو دکھلا دیں گے
پھر تم نقصان میں جا پڑو گے۔ ان پر تمہاری کیا مدد کریں گے تم اپنے پاؤں پر کھڑے
تو ہو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور اس کی مدد سب سے بہتر ہے ہم عنقریب
تمہارا رعب کافروں کے دلوں میں ڈالے دیتے ہیں۔ انتہی ترجمہ

(۴) بعض مسلمانوں کو جو بات ہنود کی ہمراہی پر ابھار رہی ہے وہ یہ ہے کہ اب یہ ان کے ذہن نشین ہو چکا ہے کہ جس روش پر اس قوم کی اس وقت جدوجہد ہے اگر کچھ زمانہ یونہی رہی تو یہ ضرور بازی لے جائینگی۔ پھر ہمیں سوائے افسوس کے اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ اور جب اونہوں نے حقوق حاصل کر لئے تو یہ گورنمنٹ اور نیز دوسری سلطنتوں کی نگاہ میں معزز ہو جاویں گے۔ اور ہم ذلت کی نگاہوں سے دیکھے جائیں گے سو اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو بقول محاربین جن حقوق کا مطالبہ ہے وہ خالص ہنود کے حقوق نہیں ہے بلکہ مشترکہ تمام ہندوستانیوں کے لئے ہیں۔ تو اگر حاصل ہو بھی گئے تو مسلمان بھی محروم نہ رہیں گے۔ پھر خواہ مخواہ ان کا اس بری صورت کے ساتھ دخل انداز ہونا کیا معنے خصوصاً جبکہ ہنود بھی کہتے ہوں کہ ہمیں مسلمانوں کی شرکت کی حاجت نہیں۔ اور اگر کہئے کہ ہمارے حقوق تو برائے نام ہیں۔ اصل میں وہ حقوق زیادہ تر انہیں کے حق میں مفید ہونگے تو اس کا جواب یہ ہے کہ پھر انکے حاصل کرنے کیلئے آپ کیوں کوشاں ہیں آپ کو چاہیئے کہ گورنمنٹ کی خدمت میں اپنے حقوق پیش کریں جو آپ کے لئے مفید ہوں۔ مگر قانونی حدود میں رہتے ہوئے اور تہذیب کے ساتھ تاکہ بلا کسی نقصان کے آپ کو حقیقی کامیابی میسر آجائے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ درخواست کنندگان میں سے گورنمنٹ ایسے اشخاص کو محروم رکھے جو اس کے قواعد کے ساتھ درخواست کرتے ہیں اور ان کو کامیاب بنا دے جو اسکے ساتھ برسرپیکار ہیں۔ رہا عزت کا سوال تو اسکا مدار تو ان حقوق کے حاصل کرنے یا مشرکین سے مشارکت پر نہیں ہو بلکہ محض اس خیال سے تو ان کے ساتھ شرکت ممنوع ہے۔ قولہ تعالیٰ ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا یعنی کیا تم انکی شرکت میں عزت ڈھونڈتے ہو۔ عزت تو تمام کی تمام محض اللہ ہی کے لئے ہے پس عزت اگر ہے تو صرف اسمیں کہ حاکم حقیقی کے حکم کے آگے کسی دوسرے حکم کی پرواہ نہ کیجائے

ورتمام مسلمان اتفاق کے ساتھ دین پر مضبوطی کیساتھ عامل ہوجاویں یہ ہو نہیں سکتا کہ
کامیابی ہمارے قدم نہ چومے اور اگر یہی تفریق اور بد دینی رہی تو ہمیں ذلت کی شکایت
بیجا ہے۔ کہ اس کا ارشاد ہو چکا۔ واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم
یعنے اللہ اور اسکے رسول کے حکم کی فرمانبرداری کرو اور آپس میں نزاع نہ ڈالو ورنہ تم بہت
اور سست پڑجاؤگے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی۔ آج ظاہر ہے باری تعالیٰ جل مجدہ نے
آخر نہ دیکھا۔ کہ آج سے دس سال پہلے گرچہ حالت بہت تباہ ہوچکی تھی۔ مگر پھر بھی کچھ
ہوا بندھی ہوئی تھی لیکن جب تم نے اسکے حکم کی مخالفت کی اور ہنود سے دوستی گانٹھی
اور جو کچھ اسلام کے خلاف نہ کرنا تھا وہ کیا جس کے بیان کرنے سے وقت بھی گنجایش نہیں
رکھتے یہانتک کہ مخالفین کو سارے ہم کے حصہ دیدئے اور انکی دلی مراد پوری کردی
کہ آپس میں اچھی طرح سے مخالفت پیدا کردی اور آج وہ حالت ہوگئی کہ وہ تمکو کسی شمار ہی
میں نہیں لاتے۔ لیکن تمہاری شرب محبت کا خمار اب بھی نہیں اترا ہو اسی کوشش میں لگ
رہے ہو کہ کسی طرح رہی سہی یہ اسلامی شان بھی ہندوستان سے مٹجاوے ہنود کے روز
مرہ کے سلوک دیکھ رہے ہو۔ لیکن آنکھیں ایسی بند ہوگئی ہیں کہ کچھ سوجھتا ہی نہیں۔
مسلمانوں۔ خدارا خواب غفلت سے بیدار ہو اور بہت جلد ان وسائل سے کام لو جن
سے آپس کا اتفاق نصیب ہو۔ تاکہ متفقہ قوت سے مخالفین کی مدافعت
کرسکو کہ آج ایک قوت کے کرشمے نکال رہی ہے ورنہ ہم کو دوسری قوت کے مظالم
کا سامنا پڑ رہا ہے۔ لیکن تمہاری ہر کوشش اور ہر نقل و حرکت محض اعلاء کلمۃ
اللہ کے لئے اور پابندی دین کے ساتھ ہو۔ ورنہ کامیابی کی امید نہ رکھنا
اس مسئلہ میں نصوص صریحہ قطعیہ کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ لہذا
ہر مسلمان پر واجب ہے کہ جس جلسہ میں اس مسئلہ سامنے
نام نہاد جنگ آزادی میں شرکت کا مسئلہ پیش ہو

بلند آواز سے کہدے کہ ہم اس شرکت سے ہرگز راضی نہیں اس میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے ورنہ یاد رکھے کہ قیامت میں سخت باز پرس ہوگی

بعض لوگ شرکت مشرکین پر یہ بیان کرکے ابھار رہے ہیں کہ غیر مسلم قوم جب مسلمانوں کے ملک پر قبضہ کرے تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ اپنے ملک کو اس سے آزاد کرائیں۔ سو یاد رہے کہ مسئلہ تو یونہی ہے مگر اول تو ہر مسلمان پر فرض نہیں ہے بلکہ ان مسلمانوں پر فرض ہے کہ جو آزاد کرانے کی طاقت رکھتے ہوں۔ ہندوستان کے مسلمان اس پر ہرگز قدرت نہیں رکھتے۔ دوسرے جو آزادی شارع کو مطلوب ہے وہ یہ ہے کہ خالص مسلمانوں کی قوت و شوکت کے حصول کی امید ہو اور یہاں ایسی آزادی کی ہرگز امید نہیں بلکہ اور نقصان کا اندیشہ ہے عالمگیری میں دشمن کے مقابلہ کی اباحت کے شرائط کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا والثانی ان یرجوا الشوکة والقوة لاھل الاسلام باجتھادہ او باجتھاد من یعتقد فی اجتھادہ ورایہ وان کان لا یرجو القوة والشوکة للمسلمین فی القتال فانہ لا یحل لہ القتال لما فیہ من القاء نفسہ فی التھلکة

دوسری وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ہم اس حکومت کی وجہ سے طرح طرح کے نقصانات کے شکار ہو رہے ہیں سو اس کی بھی حضور نے صاف فرمادیا اسمعوا واطیعوا فانما علیھم ما حملوا وعلیکم ما حملتم تم تو سنے جاؤ اور اطاعت کرتے رہو جو حقوق حکام پر ڈالے گئے ہیں وہ ان پر لازم ہیں اور جو تم پر ڈالے گئے ہیں وہ تم پر لازم ہیں۔ یہ جو کچھ عرض کیا گیا نفس شرکت کے متعلق تھا کہ اس [illegible] کی شرکت کا کیا حکم ہے لیکن اس کے علاوہ [illegible] دوسرے اور بھی بہت

منہیات کا ارتکاب کیا جاتا ہے جن کی وجہ سے یہ شرکت اشد حرام کا حکم پیدا کر لیتی ہے
ان تمام کا ذکر موجب طوالت تھا دوسرے ان کے متعلق سوال میں استفسار
بھی نہیں تھا اس لئے ان کو ترک کیا گیا۔

اس مقابلہ میں اگر قوم کی جانب سے ایسا تشدد وقوع میں نہ آئے جس میں پولیس
یا فوج کے افراد میں سے بعض کے تلف ہو جانے کا خوف ہو اور ایسی صورت میں حکومت
کی جانب سے گولی چلا دی جائے اور کوئی مسلمان گولی کے صدمے سے مر جاوے
تو شہید کہلائیگا کہ اسکے تلف ہونے کا سبب ایسے وقت ظلم ٹھہریگا اور ظلماً مارا جانا شہادت
ہے لیکن ایسے وقت میں بھی اگر کسی مسلمان کا اس پر گمان غالب ہو جاوے کہ اگرچہ
میرا کوئی جرم شکر یہ گناہ نہیں ہے لیکن حکومت اس پر بھی گولی چلا دے گی تو ایسی
صورت میں اس پر فرض ہوگا کہ وہ اس مقام سے ہٹ جائے اگر نہ ہٹے گا اور مارا
جائیگا تو شہید نہ کہلائیگا۔ اور اگر قوم کی جانب سے ہی ایسے تشدد کی ابتدا کی گئی جس میں
گورنمنٹ ملازمین سے بعض افراد مارے گئے یا ان کے مارے جانے کا قوی اندیشہ تھا
کہ وہ آلات جارحہ کے استعمال کا ارتکاب کر رہے تھے اور ایسی صورت میں مجمع کے
منتشر کرنے کیلئے گولی چلائی گئی اور اس میں کوئی مسلمان بھی مارا گیا تو اسکو بھی شہید نہ
کہا جاوے گا کہ اس موقع پر وہ یقیناً جانتا ہے کہ گولی چلنا لابدی ہے۔ پس ایسے وقت
اس کا ٹھہر جانا اپنے اوپر موت کا پیش کرنا ہے جو حرام ہے پھر جن صورتوں میں شہادت
کا حکم نہیں کیا گیا اگر وہ جانتا تھا کہ شرعاً مجھے یہاں ٹھہرنا ممنوع ہے تب تو وہ خودکشی
کا مرتکب ٹھیرے گا ورنہ شہید ہے کہ ماخوذ نہ ہو۔ حکومت کے خلاف جن امور پر اصرار
کیا جاتا ہے وہ تو کروہات سی بھی نہیں علمائے حفاظت جان کے لئے بعض محرمات

کے ارتکاب کو بھی فرض فرمایا ہے۔ عالمگیری میں اسعدت اذا اخذ رجلا وقال لا قتلنك او لتشربن هذا الخمر كان فی سعة من تناوله بل يفترض عليه التناول اذا كان فی غالب رأيه انه لو لم يتناول يقتل فان لم يتناول حتی قتل كان اثما فی ظاهر الرواية عن اصحابنا وذكر شيخ الاسلام انه اثم ماخوذ به الا ان يكون جاهلا بالاباحة حالة الضرورة فلم يتناول حتی يرجی ان يكون فی سعة من ذلك فاما اذا كان عالما بالاباحة كان ماخوذا كذا قال محمد رحمه الله تعالی۔

(۲) کھدر کا استعمال فی نفسہ مباح ہے لیکن اس نیت سے پہننا جو سوال میں مذکور ہے ممنوع ہے کہ مباح اشیا کا استعمال اچھی نیت سے مستحسن ہے اور بری نیت سے مکروہ۔

(۳) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی نیت سے نہ قانون نمک کے توڑنے کا حکم دیا گیا نہ یہ ارشاد مبارک کا مقصود ہے کہ اگر کوئی حکومت نمک محصول لے تو اسکی مخالفت کر کے ایسے قانون کو توڑ دیا جاوے۔ غرض بہر حال قول مذکور محض کذب ہے۔

المفتی دہلی

الجواب حق
نور الحسن عفا عنہ
مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی

محمد مظہر اللہ غفرلہ
امام مسجد فتحپوری
حبیب علی بخاری لتبتم خود
الجواب حق عبد العزیز بخاری

الجواب صحیح ... [illegible]

الجواب صحیح

جواب درست ہیں۔ کانگریسی مقصد یہ ہے کہ موجودہ حکومت متسلط ہند کو ہٹا کر ہندو مسلم حکومت مشترکہ قایم کی جائے اور ... کوئی دوسری حکومت خواہ مسلم ہی ... مقصد کانگریس میں مزاحم و مخل ہو ... سکا مقابلہ بھی کانگریسیوں کا اہم ... ہوگا خواہ وہ مسلم طاقت فی سبیل اللہ ... ہندوستان کو جو دارالاسلام و دارالمسلمین ... غیر مسلم طاقت کے تغلب سے آزاد کرنا ہی چاہے اسکی شرکت تغلب غیر کو مستحکم ... اور اسکی شرکت کے جملہ اسباب تمام مودات بھی شرع شریف کے مخالف ہیں خواہ اہل غرض داہل ہوئی مذہبی رنگ میں کتنا ہی رنگیں۔ فقط

ولایت احمد عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا تکن ظہیرا للکفرین۔ ہرگز مت ہو مددگار کافروں کے فقط

الجواب صحیح محمد عبد الغفور عفی عنہ

الجواب صحیح۔ علامہ مجیب نے ہر شق پر کافی روشنی ڈال کر ثابت کر دیا ہے کہ تحریک حاضرہ میں ہنود کے ساتھ شریک ہونا غیر مفید ہے جزاہم اللہ خیر الجزاء فقط

سید حفیظ الدین احمد کان اللہ لہ مفتی مدرسہ نعمانیہ دہلی۔

الجواب صحیح۔ شاہ محمد لطان الرحمٰن فاروقی مدرس مدرسہ نعمانیہ دہلی

الجواب صحیح محمد عالم مفتی سیالکوٹ

الجواب صحیح اہل ہنود کی مدد کرنی جائز نہیں محمد نسیم احمد عفا عنہ

الجواب صحیح مولانا الحاج عبد الرحمن باب الجہاد مکہ معظمہ

الجواب صحیح امام مسجد سنہری

(محمد طاہر امام شاہی عیدگاہ دہلی)

الجواب

(۱) میرے خیال میں پہلے سوال کے چند اجزا ہیں (الف) اس تحریک کی غرض وغایت جس کو مکمل آزادی کہیے یا سوراج نام رکھیے (ب) اس غرض کی تحصیل کا طریق کہ اسکو بائیکاٹ فرمایئے یا سول نافرمانی کے نام سے تعبیر کیجئے (ج) مسئلہ شرکت ہنود آزادی مشترکہ اور سوراج جس کی یہ حقیقت کہ موجودہ سلطنت کا دفاع اس غرض کیلئے کہ ہندو مسلم ملکر حکومت کریں اور اس آزادی کو دین کی آزادی قرار دینا اور اس دفاع اور اس کے اس ثمرہ جہاد اور ثمرہ جہاد قرار دیکر واجب التحصیل کہنا پھر مستطیع وغیر مستطیع مشغول وفارغ کا مخصوص نہ ہونا۔ بلکہ بلا استثنا ہر ہر فرد و بشر کے لئے ضروری ہونا اور ضرورت کا بھی اس قدر اہم ترین ہونا کہ امور حقہ متفقہ کے عامل پر بھی آوازیں کسنا۔ مثلاً حجروں میں بیٹھنے کا وقت نہیں۔ بخاری پڑھنے کا زمانہ نہیں وغیر ذلک من المعنون الشائع بعنوانات مختلفہ اور اس غرض و نیز اسکے طریق تحصیل پر نصوص رغبت و بشارت جہاد تلاوت کرنا یقیناً مثل ذیل کا مصداق ہے۔ حفظت شیئًا وغابت عنك اشیاء اسلئے قاعدہ کلیہ ہے کہ کسی شے کا وجود یا حقیقت و ماہیت کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ یا غایت و غرض کے باعث ہو سکتا ہے اور تحریکات موجودہ کی حقیقت و غرض اور جہاد شرعی کی حقیقت و غرض میں زمین و آسمان کا فرق ہے تفصیل یہ ہے کہ جہاد کی غرض صرف الاخلاء الارض عن الکفر بعنوان دیگر ویکون الدین کلہ للہ یا بلفظ دیگر حتی یقولوا لا الہ الا اللہ ہے اور تحریکات حاضرہ کی غرض تمکن کفار ہے گو فی الجملہ تمکن مسلم بھی ہو لیکن یقیناً وہ تسلط مرکب من المسلم والکافر ہوگا اور یہ بھی

غلبہ ہے کہ اکثریت عہ (خواہ بلحاظ کم ہو یا کیف) کفار کو ہے پس غرض موجودہ تحریک
کی تمکین کفار ہندوستان نکلی اس وجہ سے جہاد اور موجودہ تحریک میں من حیث
الغرض تضاد ہے یہی حال دونوں کی حقیقتوں کا ہے کہ حقیقت تحریک حاضرہ
اور حقیقت جہاد میں تضاد ہے اس وجہ سے کہ جہاد شرعی کی حقیقت صرف
مباشرت قتال ہے اور وجود قتال کے بعد فرد اعانت کا عموم جدا ہے۔ قال
فی الدر المختار وعرفہ ابن الکمال بانہ بذل الوسع فی القتال فی
سبیل اللہ مباشرۃ او معاونۃ بمال او رای او تکثیر سواد وغیر ذلک (ص۱۰۳ ج ۳)
اور تحریک موجودہ کی حقیقت متارکت خاصہ مع التزام عملی ترک القتال ہے جس کی
وجہ سے پرامن تحریک کے نام سے موسوم ہے اور ہر نوع مصائب و تکالیف
برداشت کرنے کی تبلیغ ہے اس وجہ سے دونوں امر کی حقیقت کا اختلاف
اور حقیقتوں میں تضاد ظاہر ہے پس تقریر بالا سے ظاہر ہو گیا کہ جہاد شرعی کی
حقیقت و غایت اور ہے اور تحریکات موجودہ کی حقیقت و غایت اور ہے
اس وجہ سے اس تحریک میں صرف کافر و فراغ صورۃ اور ظاہر دیکھ کر دونوں
کو ایک کرنا اور ایک کہنا غلطی در سخت غلطی ہے پھر جہاد بلکہ جملہ احکام شرعیہ کے
لئے قوت و استطاعت کا ہونا ضروری ہے، اور استطاعت سے یہی مراد استطاعت
شرعیہ ہے یعنی سلامت آلات وارتفاع موانع کما ہو مصرح فی اصول الفقہ،
نہ صرف استطاعت لغویہ ورنہ جملہ حدیث فان لم یستطع فبقلبہ میں انتفاء

عہ اور بغیر من حال اگر اکثریت مسلم ہی مانی جاوے تب بھی مرکب میں ہیئت تبع جزء اخس
وارذل کے تابع ہوا کرتا ہے ۔ ۱۲ منہ ۔

ستطاعت کی کوئی شکل نہیں ہوگی اسی طرح وجود امام اور یہ امید ہونا بھی ضروری ہے کہ اس قتال سے مسلمانوں کی قوت و شوکت میں اضافہ ہوگا لہذا جہاد شرعی کی غرض و غایت نہ پائی جانے کی وجہ سے اور شرائط کے فقدان کے باعث موجودہ جد و جہد کو جہاد شرعی نہیں کہہ سکتے جو فرض عین اور کفایہ سے تعبیر کیا جا سکے اب صرف مدار اس پر ہوگا کہ غایت مزعومہ یعنی مکمل آزادی ان تدابیر سے حاصل بھی ہو سکتی ہے یا نہیں اور حصول کے بعد مسلمانوں کے لئے دینی لحاظ سے وہ مرکب تسلط نافع ہوگا یعنی تسلط ہنود نافع ہے یا تسلط نصاریٰ اس میں عقلاء و علما مختلف ہیں جو موجودہ تسلط کو مضر اور اس تسلط کو نافع خیال کرتے ہیں وہ اس کی تحصیل کو واجب لغیرہ کہتے ہیں اگر وہ کلمات ثبوت ایجاب میں تامل ہو پھر شرکت عملی کے بدترین نتائج پر نظر رکھتے ہوئے اور مجموعہ کی حقیقت قادر قدرۃ الخیر کو دیکھتے ہوئے ثبوت جواز میں بھی شبہ ہوتا ہے اور جو اس تسلط کو موجودہ تسلط سے مضر کہتے ہیں وہ منہی عنہ لغیرہ کہتے ہیں راقم الحروف بھی اپنے تجربات اور معلومات کے باعث دینی لحاظ سے نصاریٰ کے تسلط سے ہنود کے تسلط کو اضر سمجھتا ہے غدر کے وقت سے اس وقت تک کے واقعات آئے دن قربانی کے نزاعات مسجد کے سامنے باجہ بجانے کے جھگڑے قریب ہی اور عین اتحاد کی حالت میں شدھی کی تحریکات رنگیلا رسول وغیرہ کے واقعات نہرو رپورٹ کے حالات سود در سود سے کروڑوں مسلمانوں کا افلاس وغیرہ وغیرہ انکی اضریت کے بین ثبوت اور واضح ترین شہادات ہیں جن کے باعث جو فریق آج شرکت کا حامی ہے کل ان ہی واقعات کے باعث انکی مقاطعت کے درپے تھا اور نصوص انما المشرکون نجس وغیرہ کو بے محل کام میں لا رہا تھا۔ پس اس

امر پر نظر کرتے ہوئے کہ عین اتحاد کی حالتیں اور دوسرے کے زیر تسلط ہونے کے وقت جب انکی
یہ حالت ہے کہ ان سے دینی مضرات کثیر و زائد ہیں بہ نسبت قوم متسلط کے تو اگر آزادی مطلق
مل بھی گئی اور بلحاظ اکثریت منجملہ بارہ ممبروں کے آٹھ غیر اقوام کے تجویز ہوئے تو مسلمانوں کے
دین وحقوق کا تو خدا ہی حافظ ہے اور وہ چار ممبر کثرت کے مقابلہ میں کیا کر سکتے ہیں پھر یہ بھی
نہ معلوم کہ وہ مسلمان کون ہونگے واقعی مسلمان ہونگے یا صرف نام کے مسلمان ہونگے جنکو مسلمانوں کی
وضع قطع مسلمانوں کی سیرت وصورت سے بھی نفرت ہوگی تو وہ دینی اور مسلمانوں کے حقوق کو کیا جانینگے
اور کیا سمجھیں گے اور اس معجون مرکب کو جسمیں کوئی خالص ذوالقوتین نہو دینی آزادی کیسے کہہ سکتے
ہیں دشتان بیٹھما اور اس درجہ محتمل مضرات غایت کیلئے کیسے مسلمانونکو عام طور پر ابھارا
جا سکتا ہے اور کیسے تبلیغ عامہ امور قطعیہ کی طرح کیجا سکتی ہے چہ جائیکہ اس غرض کی تحصیل کا
جو طریق متعارف ہے اور بتلایا جاتا ہے وہ بھی مشروع نہیں مجوزہ مشرکین بلکہ اس الطاعہ
ہو تسپر منکرات شرعیہ سے ملوث۔ جزء ثانی کی نسبت یہ گذارش ہے کہ اظہار ناخوشی
یا کسی کام لینے کے لئے اور کسی امر پر مجبور کرنے کے لئے طریق مقاطعت ومتارکت
طریق شرعی نہیں اور کعب بن احبار کے قصہ واقعہ فی الصحاح کو مقیس علیہ قرار دینا
بھی صحیح نہیں (کما ہو ظاہر بادنی تامل) پھر یہ بھی طے نہیں کہ اس آزادی مزعومہ کا حصول
ممکن بھی ہے یا نہیں یا یہ صرف وہ شرطیہ ہے جس کا وقوع فرضی اور جزا کا ترتب وہمی اور محض
وہمی ہے بوجہ فقدان علاقہ باہمی کے اور تاہنوز یہ بھی طے نہ ہو سکا کہ حصول آزادی کیلئے
صرف ایک دوشنی کی مقاطعت ضروری ہے یا ہر ہر تعلق کی اور اس عموم میں تعلق سلطانیت
داخل ہے یا خارج اور مقاطعت کنندگان کی کوئی خاص تعداد ہزار دو ہزار کی درکار ہے
یا کل باشندگان کی مقاطعت ومتارکت لازم وضروری ہے شق اول تو اسلئے صحیح نہیں کہ عام

طور پر باشندگان دیہات بدیشی ہی استعمال کرتے ہیں ور غالباً کثرت سے ایسی اشیا نکلیں گی جن کے نام تک سے یہ جماعت واقف نہ نکلے گی استعمال تو کجا۔
پس اگر یہ صورت نتیجہ خیز ہوتی تو یہ عمل کافی ہوتا و اذ لیس فلیس
اور شق ثانی عادۃً ممکن الوقوع نہیں۔

یہ امر اختلاف طبائع و عادات و اغراض کو پیش نظر رکھتے ہوئے عادۃً محال ہے کہ جملہ افراد بشر اور اشخاص انسانی کسی ایک بات پر علماً و عملاً ایسے متحد و متفق ہو جاویں کہ کوئی مخالفت نہ کرے اور نہ کوئی مخالف باقی رہے یہ امر انبیا علیہم السلام کو باوجود تائیدات غیبیہ اور نصرات الٰہیہ کے تو میسر ہو ہی نہیں سکا اور اگر کسی وقت ایسا ہو بھی جاوے تو یقیناً ثم یقیناً سکوت اسے محض سے تعبیر کرنا پڑے گا بلکہ اگر ترقی کی جاوے تو یہ کہنا نازیبا نہیں کہ فطرت خداوندی ہی کے خلاف ہے۔

پس شق اول ممکن الوقوع لیکن عقیم و غیر منتج اور شق ثانی پر باوجود فقدان علاقہ ارتباط و مدار انتاج ہے مگر عادۃً غیر ممکن الوقوع ہے۔

ہاں اگر کچھ کہا جا سکتا ہے اور کسی فہیم آدمی کے ذہن نشین ہو سکتا ہے تو صرف اسی قدر کہ جب عام طور پر شورش پھیلے گی اور جو تدابیر دبانے کی اور فرو کرنے کی سلطنت منتیا کریگی ان سے کسی صورت نہ دب سکے گی تو شاید شورش فرو کرنے کیلئے سلطنت ہندوستانیوں کے چند حقوق اضافہ کردے یا جس قوم میں شورش و قوت زائد پائے اس سے مثل سابق من سمجھوتا کرکے دوسرے فریق کو دبائے تو یہ صورت بھی مسلمانوں کو مفید کیا بلکہ اغلب ہے کہ مضر ہی ثابت ہوگی پس اگر مسلمانوں کو صرف اسی غرض سے اشتراک فی المقاطعت ضروری اور منظور تھا تو کاش اپنا طریق بھی جدا تجویز کرتے۔ اور نصب العین بھی وہ احکام شرعیہ قرار دیتے جن پر عمل اس زمانہ میں دشوار ہو رہا ہے یا وہ امور دنیاوی تجویز کرتے جن سے مسلم من حیث ھو ھو کو نفع ہوتا۔ تاکہ آخرت کا بھی

بھی [illegible] علما کے شایان شان بھی ہوتا سلئے حقوق ملکی مل جانے میں مسلمانوں کا کوئی
[illegible] نفع نہیں [illegible] تمول انکے پاس نہیں۔ عدالتوں میں ان کا عشر عشیر
نہیں [illegible] ان کی قلت پھر انکو کیا ملے گا۔ ہاں معاذ
[illegible] تب [illegible] ان کا نفع ہوتا۔
[illegible] ان کا نکلنا تسلط نام کے باعث
دستور [illegible] اہل حل وعقد کی راہ نہیں بلکہ زمانہ خلافت
[illegible] سلطنت حملہ کرکے خلاف کری تو اس کا تسا
[illegible] کا بھی کیا [illegible] باہمی اتحاد د
[illegible] دتفرق یہ خیالات صرف تمنا ہیں اور موہوم
[illegible] تو اسکے عکس کا ہے کہ اسی خیال پر انہوں
[illegible] نکلیں گے اور وہ متعدد بار کہہ
[illegible] ہندوستان اصل میں ہمارا ہے تم عرب سے آئے ہو وہاں چلے جاؤ پھر حکومت
[illegible] آئین وقواعد بھی نہ ہیں گے نہ معلوم کن کن مصائب کا سامنا
[illegible] شجاع ہیں اور وہ بزدل تو یہ واقعات بھی پہلے ہم جیسوں کے ہیں آنکا
[illegible] قیاس [illegible] اقوی قوام کا انکی اضعف سے ہے اور زمانہ موجود
کی جنگ [illegible] ضرورت ہی نہیں۔ فافہم

[illegible] کی نسبت یہ گذارش ہے کہ گو استعانت وولایت واطاعت شرکت
[illegible] تفصیل ہے لیکن جب کسی تحریک کا بانی مبانی مشرک ہو اور مسلمان
[illegible] بقدم چلیں، جیسے قانون شکنی اور موجودہ بائیکاٹ کہ ان امور کے
بانی مبانی مشرکین ہیں اور اس وقت ابتدائی محرک ہوئے ہیں تو کلام ہی نہیں ہوسکتا
بس یہ شرکت یقیناً شرکت منہیہ اور اطاعت کفار ہے جو معصیت ہے۔ البتہ اگر کسی امر

کے بانی مسلم ہوں اور ان کی اعانت کے لئے مشرکین بھی شریک ہو جاویں
تو بعض صورتوں میں جواز ثابت ہوئے گا۔
حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا جس کے
دل کو ہمنے اپنی یاد سے غافل کر دیا اس کی اطاعت نہ کیجئے
چنانچہ مبسوط میں حدیث انا بری من مسلم مع مشرک کے تحت میں
لکھا ہے اذا کان تحت رایۃ مشرک یعنی مسلمان مشرک کے جھنڈے کے نیچے
ہوں یعنی تحریک کا بانی مشرک ہو۔
پس جب غرض و غایت بھی مشتبہ و طریق بھی منکر ہو جسکا منتج ہونا مشتبہ
منتج یا نا ممکن اور شرکت موجود اطاعت کفار ہے ... ہو ... ہے
منہی عنہ ہے
(۲) میں مفتی دل کی تصدیق کرتا ہوا دونوں صورتوں میں ... جو سمجھتا ہوں
الف وہ سرحدی ناواقف جہاں درحقیقت تسلط مسلم ہے ج عامی آدمی اگر کسی
مستدین معتمد علیہ کے فتوے پر محض خدا کیواسطے دین سے ... بیان کیا ہے
تو جائز ہے
جواب سوم و چہارم بالکل کافی ہے

... علمی واللہ اعلم بالخفی والجلی
... العبد المذنب ...
... محمد اللہ ... سوری مدرس مدرسہ
فتحپوری دہلی

کانگریس کے نامۂ اعمال
اور
مسلمانوں کے ساتھ عداوت کا ثبوت
کانگریس جواب دے

کے عنوان سے حسب ذیل سوالات بذریعہ پوسٹر کانگریس سے سنٹرل اسلامک پبلیکیشن نے کئے مگر آج تک
ایک سوال کا جواب بھی کانگریس نہ دے سکی

(۱) کیا کانگریس نے تقسیم بنگال کی مخالفت محض اس لئے نہیں کی کہ اس تقسیم سے مشرقی بنگال میں مسلمانوں کے قیام کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا

(۲) کیا کانگریس نے دیش بندھو کی زندگی میں بنگال پیکٹ کو محض پنڈت کے استعمار سے نہیں ٹھکرا دیا کہ اس کی رو سے بنگال اور پنجاب میں مسلمانوں کو اکثریت حاصل کرنے کا کھٹکا تھا؟

(۳) کیا کانگریس نے لکھنؤ پیکٹ میں مسلمانوں کو مجبور کر کے ہندوستان کے کل صوبوں میں قلیت میں نہیں رکھا اور ہندوستان میں منافرت و رواج نہیں پیدا کیا

(۴) مسلمانوں کو سائمن کمیشن کے بائیکاٹ میں شامل کرنے کے لئے کانگریس کی مجلس عاملہ نے بمبئی میں مسلم تجاویز دہلی کو منظور کیا اور آل انڈیا کانگریس نے مدراس میں بالاتفاق اس کی تصدیق کی لیکن جب مطلب حاصل ہو گیا تو نہرو رپورٹ کے ذریعہ اس تمام کارروائی کو کالعدم قرار دیا یہ سب کچھ محض اس لئے نہیں کیا گیا کہ مسلم تجاویز کی رو سے ہندوستان کے چار پانچ صوبوں میں مسلم اکثریت ہو جاتی تھی

(۵) حکومت برطانیہ نے اعلان کر کے کانگریس کو متوجہ کیا کہ ملک معظم کی حکومت کو اہل ہند کے مشترکہ متفقہ اور متحدہ مطالبہ سے ہمدردی ہوگی کیا کانگریس ایسا مطالبہ مرتب کرنے سے اس لئے گریز نہیں کر رہی کہ اسکو مسلمانوں کے مطالبات سے کسی قسم کی ہمدردی نہیں۔

(۶) کانگریس نے تیغ بے نیام جناب ... آل انڈیا مسلم کانفرنس کی قرارداد اور مسٹر جناح کی ۱۴ شرائط سے بے اعتنائی کا سلوک کیا۔ نہرو رپورٹ کو زائد المیعاد قرار دیا اور کسی جدید اور متحدہ دستور اساسی کی ترتیب بغیر کامل آزادی کا اعلان کر کے لارڈ برکن ہیڈ کے اس چیلنج کی تصدیق کر دی کہ اہل ہند بوجہ تنگ ظرفی اور تعصب قومی کے مشترکہ و متحدہ دستور اساسی کا مسودہ پیش کرنے سے قاصر ہیں کیا کانگریس اس الزام سے بری ہو سکتی ہے بغیر مشترکہ مطالبہ کے گریز۔

(۷) کانگریس نے ہندوستانی تین پریمیئر کانفرنس کے تمام اجلاسوں کو ناکام کرا دیا اور مجوزہ گول میز کانفرنس میں بڑی زیادہ نمائندگی کا مطالبہ کیا۔ کہ اس میں اپنی من مانی تجاویز منظور کرائے اس سے لارڈ برکن ہیڈ کے اس بیان کی تصدیق ہو گئی کہ اگر سائمن کمیشن میں اہل ہند کو شامل کیا جاتا تو جس قوم یا فرقہ کی کثرت ہوتی وہ سائمن کو کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے ناقابل بنا دیتی۔ کانگریس گول میز کانفرنس میں اکثریت طلب کر کے یہی چاہتی ہے کہ کانفرنس کسی صحیح نتیجہ پر نہ پہنچ سکے بلکہ ہندوؤں کے منشا کے مطابق چلے کیا یہ غلط ہے۔؟

(۸) کیا کانگریس نے سول نافرمانی و قانون شکنی کی مہم اس لئے شروع نہ کی کہ وہ اسکے مقابلہ میں مشترکہ متفقہ اور متحدہ مطالبہ یا دستور اساسی کو اپنے ہندوانہ مقاصد کے لئے خطرناک سمجھتی تھی۔؟

(۹) کیا کانگریس کے اعمال نامہ میں ایک بھی ایسی مثال ہے جس میں اس نے مسلمانوں یا دیگر اقلیتوں کی مشترکہ بہبود کو ہمدردی کی نظر سے دکھایا

(۱۰) ہندوستان میں جس قدر ہندو مسلم فساد ہوئے وہ کانگریس کے زمانہ اقتدار میں ہوئے۔ کیا کانگریس نے نقض امن عامہ کے انسداد کے لئے کبھی ہندوؤں کو مطعون کیا۔؟

(۱۱) ذبیحہ گاؤ۔ اذان۔ آرتی باجہ مسجد ہندو شدھی اور سنگھٹن سب حقوق کے جھگڑے ہیں جو کانگریس کے زمانہ کی پیداوار ہیں کیا ان کو مٹانے کیلئے کانگریس نے کبھی کوئی عملی قدم اٹھایا؟

(۱۲) کیا کانگریس کی موجودہ تحریکات مثلاً شراب و دیگر مسکرات پر پکٹنگ عدم تشدد سول نافرمانی کا جو حکومت سے چھیڑخانی کیلئے دیتی ہے یا بلحاظ اخلاقی پہلو کے دائمی ہے؟ ۔

(۱۳) یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جلوسوں جلسوں اور پکٹنگ میں عام طور پر کمسن اور نادان بچے یا غیر ذمہ دار ہستیاں شامل ہوتی ہیں جو عدم تشدد کے اصول پر کاربند ہونے سے قطعی معذور ہیں اور اسی وجہ سے تمام ملک میں نقض امن کی آگ روشن ہو گئی ہے جس میں گنہگاروں کے ساتھ بے گناہ بھی مارے جاتے ہیں۔ کیا کانگریس نے ملک کو اس تباہی اور خونریزی سے بچانے کے لئے کچھ کیا؟

ساہوکار اور مہاجن

(۱۴) کانگریس سے یہ امر مخفی نہیں کہ مسلمان بزاز سو دو سو کے روپے اپنا بیوپار کرتے ہیں کپڑے کی دوکانوں پر پکٹنگ کر کے دوکانیں بند کرا دیتے ہیں لیکن سود اور سود در سود روپیہ دستور بڑھتا رہتا ہے۔ کیا کانگریس نے ان مظلوموں کو اس تباہی سے بچانے کیلئے کوئی انسدادی تجاویز کیں یا مسلمانوں کی معاشی اور مالی حالت کی طرف سود خور فرقہ کی طرف توجہ دی؟ (۱۵) کیا کانگریس اس حقیقت سے انکار کر سکتی ہے کہ ہندوستان حکومت کو سالانہ ... کروڑ روپیہ بطور مالیہ اور ہندو ساہوکار ... کروڑ روپیہ سالانہ بطور سود ... اگرچہ حکومت تو زر مالیہ میں سے زیادہ تر رفاہ عامہ کے کاموں مثلاً تعمیر سڑک تعلیم حفظان صحت وغیرہ مختلف شعبوں پر خرچ کر دیتی ہے لیکن ساہوکار فرقہ زر سود سے بیکار مسلمانوں کو تباہ کرنے اور غلام بنانے پر صرف کرتا ہے کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہندو فرقہ اور خاص کر مسلمانوں کیلئے سود خوار ساہوکار حکومت کے مقابلہ میں بہت زیادہ ظالم اور سفاک ہے؟ کیا کانگریس نے اس ساہوکارہ مظالم کی مصیبت کا کوئی مداوا آج تک کیا ہے؟ ÷

تحریک حاضر کے متعلق ایک ضروری فتویٰ

استفتاء مندرجہ ذیل جناب سید ممتاز احمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ اخوند صاحب فراش خانہ دہلی نے حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کے پاس بغرض حصول جواب بھیجا تھا۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے جو جواب تحریر فرمایا ہے وہ بغرض آگاہی عوام مسلمین شائع کیا جاتا ہے۔ المعلن محمد ضیاء الحق مختار دہلی

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسائل امورات ذیل میں، جواب معہ دلائل شرعیہ بیان فرما دیں۔ اوّل ایک شخص غیر مسلم دغیر معاہد حکم کرتا ہے کہ قوانین مروجہ حکومت حاضرہ کی خلاف ورزی اس کی قوم اور اس کے ہموطن کریں جس سے رام راج حاصل ہوگا، بلصورت قانون شکنی بغیر استطاعت مدافعہ دیگر کوشش مدافعت برداشت کرینگے حتی کہ گولی چلنے کے وقت گولی کو اپنے سینے پر لینے کی ہدایت کرتا ہے اگر کوئی مسلمان اس کے حکم کی تعمیل کرتا ہے تو شرعاً جائز ہے یا ناجائز۔ ثانیاً۔ اگر اس غیر مسلم کے حکم کی تعمیل میں کوئی مسلمان اس خطرہ میں یہ جانتے ہوئے کہ گولی لگنے سے موت واقع ہوسکتی ہے اپنے آپ کو مبتلا کرے اور گولی لگنے سے مر جائے تو اسکی موت کیسی موت ہوگی آیا اسکو شہادت کہیں گے یا خودکشی کہہ سکتے ہیں، ثالثاً ایک غیر مسلم کہتا ہے کہ کھدر پہنو، اسکی تعمیل میں کوئی مسلمان کھدر پہنتا ہے اور فخر کرتا ہے کہ میں نے اسکے حکم کی تعمیل کی، اور اس حکم کو فرض قرار دیکر دوسرے مسلمانوں کو اس غیر مسلم کے حکم پر آمادہ کرتا ہے اور جو شخص کھدر نہ پہنے اس سے نفرت کرتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کا کھدر پہننا، حکم غیر مسلم کی تعمیل کو فرض سمجھنا کھدر نہ پہننے والے مسلمان سے نفرت کرنا کیسا ہے۔ رابعاً حکومت حاضرہ کی طرف سے نمک بنانے پر عرصہ سے محصول لیا جاتا ہے ایک غیر مسلم کہتا ہے کہ یہ محصول دئے بغیر نمک بناؤ اور گرفتار ہو جاؤ۔ اس پر ایک مسلمان کہتا ہے کہ اس نے باوجود غیر مسلم ہونیکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی ہے اس لئے اس غیر مسلم کے حکم کی تعمیل ہر مسلم پر فرض ہے۔ مسلم کا یہ کہنا جائز ہے یا نہیں اور ناجائز ہے تو کیا حکم رکھتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

غالباً یہ سوالات تحریک حاضر سے متعلق ہیں، اگر ایسا ہے تو تحریر سوالات میں بیحد تلبیس سے کام لیا گیا ہے جو مناسب نہ تھا بلکہ چاہیے یہ تھا کہ واقعہ صاف صاف ذکر کرکے اس کا حکم دریافت کیا جاتا۔ مثلاً سوال اول یوں لکھنا چاہیے تھا کہ ہندوستان پر ایک غیر ملکی حکومت کا جبریہ قبضہ ہے جسکو ہندوستان کے رہنے والے کسی طرح پسند نہیں کرتے۔ ہندوستانیوں کی خواہش ہے کہ

پردیسی قوم جو ہزاروں میل دور سے آکر ہمارے ملک و وطن پر جبراً قابض اور متسلط ہے اور ہمارے تمام خزائن اور منافع کو ہمارے
ہاتھوں سے چھین کر لیجا رہی ہے اور جسکی بدولت اہل ملک بھوکے اور محتاج ہوگئے ہیں جلد سے جلد ہمارا ملک خالی کردے
تاکہ اہل ملک خود اپنی مرضی کے موافق حکومت قائم کریں اور اپنے ملکی ذخائر سے خود متمتع ہوں لیکن وہ پردیسی حکومت
کسی طرح ہندوستانیوں کی خواہش کا احترام کرنے کو تیار نہیں ہوتی اور اپنی مادی طاقت کے بل پر جبراً حکومت کر رہی ہے۔
ہندوستانیوں کے پاس مادی قوت اور طاقت نہیں ہے کیونکہ تمام مادی طاقتیں اور قوتیں اسی پردیسی قوم نے اپنے قبضہ میں
کر رکھی ہیں حتی کہ ہندوستانیوں کو یہ بھی اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنی جان و مال کی حفاظت کیلئے بھی ہتھیار رکھ سکیں۔ اس لئے
ہندوستان کی ایک ملکی مجلس نے جسمیں ہندوستان کی تمام اقوام کے نمائندے شریک ہیں یہ طے کیا کہ اس غیر ملکی حکومت متسلطہ جابرہ سے
آزادی حاصل کرنیکا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ اسکے جبریہ قوانین کی خلاف ورزی کیجائے اور اس سلسلہ میں جو تکلیف اور مصائب
برداشت کرنے پڑیں ان کو برداشت کیا جائے اور کسی طرف سے تشدد پر ہرگز اقدام نہ کیا جائے تاکہ تحریک آزادی کی کامیابی کی امید ہو
ورنہ بصورت تشدد حکومت کو تشدد کا بہانہ مل جائیگا اور پھر وہ اپنی مادی قوت سے قوم کو تباہ کر دیگی۔ خلاف ورزی قوانین کی اس جنگ
کو چلانے کیلئے ملک میں ایک شخص تیار ہوا جو غیر مسلم تھا۔ اس مجلس مشترکہ نے اس کو اس مظلومانہ جنگ کی انجام دہی کے لائق سمجھکر اس جنگ
کی تکمیل کے اختیارات دیدئے۔ اب وہ غیر مسلم تمام ہندوستانیوں کو جنگ کے آداب بتا رہا ہے اور قوم کو لڑا رہا ہے تو آیا اس کے حکم کی
تعمیل جائز ہے یا نہیں اور اس مظلومی کی جنگ میں اگر مطالبہ حق آزادی کی وجہ سے کسی کی جان تلف ہو جائے تو وہ شہید ہوگا یا نہیں اور
آیا بحالات مذکورہ آزادی کا مطالبہ کرنا اور اپنے آپ کو ایسے خطرات میں مبتلا کرنا جسمیں جان تلف ہو جانے تک کا خطرہ ہے جائز ہے یا نہیں
سوال کی تنقیح شکل یہ ہے۔ اب اس کا جواب یہ ہے کہ ہندوستان میں مسلم اور غیر مسلم دونوں قومیں آباد ہیں مسلمانوں کے
مذہبی اصول سے مسلمانوں پر ایک غیر مسلم حکومت مسلط ہے اور اس سے اپنے ملک کو آزاد کرانا ان پر فریضہ ہے مسلمان جو اِنِ الْحُكْمُ
اِلَّا لِلّٰهِ اور لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا پر ایمان رکھتے ہیں وہ طوعاً کسی وقت کسیطرح بھی غیر خداوندی احکام
کی اطاعت نہیں کرسکتے اگر وہ اطاعت کرتے ہیں تو مجبوراً و اضطراری طور پر کرتے ہیں۔ اور اگر اس مجبوری و اضطرار کو دفع کرنے کی
کوئی صورت بھی ممکن ہو تو اسکا لانا لازم ہوگا۔ کہ اس جبری حکومت کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکیں یہ وجہ تو اسکی ہے کہ اسمیں غیر مسلم شریک نہیں
دوسری وجہ یہ ہے کہ جسمیں ہندوستانی اقوام برابر کی شریک ہیں کہ ایک اجنبی قوم کو جو ہزاروں میل پرے کی رہنے والی ہے کوئی حق نہیں
کہ وہ ہمارے ملک پر ہماری مرضی کیخلاف جبراً حکومت کرے ہم اسکی حکومت کو ایک لمحہ کیلئے بھی طوعاً برداشت کرنیکو تیار نہیں اور یہ ہمارا فطری
عقلی عرفی بین الاقوامی حق ہے اور جس تدبیر اور جس طریقہ سے ہم اپنا یہ حق حاصل کرسکیں اختیار کرنے اور عمل میں لانے میں حق بجانب ہونگے
چونکہ ہمارے پاس مادی قوت نہیں ہے اس لئے ہم تشدد کا طریقہ اختیار کرنے سے معذور ہیں مگر عدم تشدد کے ساتھ سول نافرمانی کی
مظلومانہ جنگ یقیناً کرسکتے ہیں اور اگر ہمارے افراد اسکے لئے تیار ہیں کہ وہ لاٹھیاں کھائیں سنگینیں اور برچھیاں خنجرے اور گولیاں اپنے
سینوں پر سہیں تو یقیناً ان کو یہ حق آزادی کے مطالبہ کیلئے یہ طریقہ نہ صرف جائز ہے کیونکہ ان کا فعل فی حد ذاتہ صرف یہ ہے کہ وہ اپنا حق
طلب کرتے ہیں اسکے جواب میں اگر حکومت لاٹھیاں برسائے یا سنگینیں بھونکے یا خنجرے اور گولیاں مارے تو یہ بربریت اور ظلم حکومت
کا فعل ہوگا اس کی ذمہ داری حکومت پر ہے نہ ان مظلوموں پر جو اپنا حق مانگتے ہیں اور کسی ایسے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں جس کو
وہ پہلے ناپسند کرتے تھے مگر مجبوراً اس کی تعمیل کیا کرتے تھے۔ رہی یہ بات کہ یہ جانتے ہوئے کہ حکومت اس وقت اپنی بربریت کے مظاہرہ کیلئے

لاٹھیاں چلاتی ہے، گولیاں برساتی ہے سبکو ایسے خطرہ میں پڑنا جائز ہی نہیں تو اس کا جواب یہ کہ مطالبہ حقوق ہمیشہ خطرات سے پُر ہوتے۔ مذہب و وطن کی آزادی کا مقصد چونکہ اہم ترین مقصد ہے اسلئے اس راستہ کے خطرات بھی بہت بڑے اور ہیبت ناک ہیں مگر بغیر خطرہ کے تو کوئی مقصد بھی حاصل نہیں ہوتا۔ ہمارا فریضہ یہ ہے کہ ہم اپنی طرف سے کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس کا نتیجہ حکومت کی جانب سے تشدد ہو اور اگر بغیر اس کے کہ ہماری طرف سے کوئی تشدد آمیز حرکت ہو، حکومت بے وجہ تشدد پر اُتر آئے اور ہم میں سے اگر زخمی یا شہید ہوگئے تو اس کی ذمہ دار حکومت ہوگی مثلاً یہ قصد ہو کہ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کریں اور ۵۰۰ اشخاص ایسے مہیا کئے جائیں جو جمع ہو کر جلسہ کریں اور حکام کہیں اس مجمع سے کہ منتشر ہو جاؤ منتشر نہ ہوں اس قصد سے جلسہ شروع کیا گیا اور فرض کرو کہ صرف یہی پانچ سو اشخاص تھے وہ سب عدم تشدد کے پابند تھے۔ اب حکام آئے اور انہوں نے حکم دیا کہ منتشر ہو جاؤ، انہوں نے منتشر ہونے سے انکار کیا مگر کوئی اور حرکت نہیں کی تو اس صورت میں حکومت کا فرض یہ ہے کہ ان سبکو آدمیت کے ساتھ گرفتار کرے اور قانونی کارروائی کرے مگر بسا اوقات حکومت آئین اور انسانیت کے ساتھ ان لوگوں کو گرفتار کرنے کے بجائے کبھی تو ڈنڈوں سے پٹوا کر منتشر کراتی ہے اور کبھی گولیاں چلوا کر بہیمیت اور بربریت کا انتہائی مظاہرہ کرتی ہے۔

اس ظالمانہ کارروائی کی وجہ سے معصوموں کا وہ فعل ناجائز نہ ہو جائیگا جو عقل و انصاف اور مذہب کے خلاف نہ تھا۔ اور جو لوگ اس بربریت اور بہیمیت کا شکار ہو کر شہید ہونگے وہ یقیناً مظلومیت کی وجہ سے شہادت کا درجہ پائیں گے۔ ان کو خودکشی کا مرتکب بتانا سخت جہالت اور ناواقفیت احکام شرعیہ کی دلیل ہے۔ سوال: آزادی کی اس منظم جنگ میں جو اپنے مذہب اور وطن کو ایک غیر ملکی حکومت کے جابرانہ قوانین سے آزاد کرانے کیلئے اپنی وطنی مشترک مجلس کی طرف سے جاری کی گئی ہے شرعی احکام کے دائرہ میں رہتے ہوئے غیر مسلم کے احکام کی اطاعت کرنا ناجائز نہیں ہے کیونکہ یہ کوئی مذہبی رہنمائی اور دینی ہدایت نہیں ہے محض جنگی رہنمائی ہے۔ جو لوگ اسے ...... ناجائز کہنے کی جرأت کرتے ہیں وہ اس جنگ میں زخمی ہوں یا زحمت برداشت کرتے ہیں اور مرجاتے ہیں ان کو شہادت سے محروم کرتے ہیں وہ پہلے ان مسلمانوں کا حکم بتائیں جو کسی غیر مسلم، جابر، دشمن اسلام حکومت کی حمایت اور اس کی حرص ملک گیری کی خاطر اس کے مقرر کئے ہوئے غیر مسلم افسروں کی کمان میں رہکر ان غیر مسلموں کی فوجی حکام کی اطاعت کرتے ہیں اور بسا اوقات غیر مسلم حکومت کی طرف سے مسلمان بھائیوں کے خلاف بندوق چلاتے ہیں یا خود گولی کھا کر مرجاتے ہیں ان مسلمانوں کا کیا حکم ہے۔ یعنی کیا مسلمانوں کے لئے جائز ہے کہ وہ حکومت کے غیر مسلم افسروں کی ماتحتی میں کام کریں یا مسلمانوں پر گولیاں چلائیں، اور کیا مسلمانوں کو جائز ہے کہ وہ غیر مسلم ججوں کے سامنے اپنے مقدمات لیجائیں اور ان سے خلاف شرع فیصلے کرائیں اور ان پر عمل کریں، اور کیا مسلمانوں کو جائز ہے کہ وہ شرعی معاملات نکاح، طلاق، آمین بالجہر، رفع یدین وغیرہ وغیرہ نزاعات کے مقدمات غیر مسلم حکام کی عدالتوں میں فیصلہ کے لئے لیجائیں۔ اگر ان تمام باتوں کا جواب نفی میں ہے تو ان حضرات کا پہلا فرض یہ تھا کہ وہ قوت اور دولت کو تقویت دینے کے بجائے ان امور کے متعلق فتویٰ شائع کرتے اور مسلمانوں کو ان مہلکات سے بچانے کے لئے کوشش کرتے جنہوں نے ان کے اسلام اور قومیت دونوں کو فنا کر دیا ہے

کھدر پہننے کا جو حکم اس غیر مسلم نے دیا ہے وہ اس نے اپنے مذہب کی بنا پر نہیں دیا ہے بلکہ ملک والوں کی بھلائی اور دشمن کو کمزور کرنیکی ایک تدبیر سمجھکر دیا ہے اور مسلمانوں کے لئے کھدر پہننا مذہبی احکام کے بموجب ناجائز نہیں ہے، اسی لئے کھدر پہننا ناجائز نہیں ہے۔ یہ حکم ان احکام سے بدرجہا زیادہ قابل تعمیل ہے جو انگریزی عدالتوں کے غیر مسلم حکام

فرض کیے جاتے ہیں اور ان پر عمل کیا جاتا ہے بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے کھدر ہی بہترین لباس ہے اور جبکہ پہننے والوں کی نیت اپنے بھائیوں کی فائدہ رسانی بھی ہو تو ایک پنتھ دو کاج دوہرا ثواب ملیگا۔ اس کو گاندھی پرست فرقہ کا شعار بتانا میری سمجھ سے باہر ہے۔ اول تو کھدر پہننے والے مسلمانوں کو گاندھی پرست کہنا ہی ظلم عظیم ہے کیونکہ وہ مسلمان ہیں اور خدا پرستی کے سوا کسی کی پرستش ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں آتی وہ تو رسول پرست بننے سے بھی توبہ کرتے ہیں پھر ان کو گاندھی پرست کہنا کتنی بڑی جرأت وجسارت ہے۔

دوسرے یہ کہ وکیلوں کے گون اور اسی طرح بعض اداروں کے مخصوص لباسوں کے متعلق ان حضرات نے کبھی کوئی فتوی شائع کیا ہے یا نہیں اور اس کو حکومت پرستی یا ادارہ پرستی کی بنا پر ناجائز فرمایا ہے یا نہیں، نہیں تو کیوں نہیں۔

جواب سوال چہارم

قانون نمک کی خلاف ورزی اس کی سہولت اور ہمہ گیری کے لحاظ سے اختیار کی گئی ہوگی۔ اصل مقصود تو قانون شکنی ہے۔ ابتداءً ایسا قانون اختیار کیا گیا جس کی خلاف ورزی ہر مقام پر ہر صوبہ میں ہو سکے اور ہر شخص انفرادی طور پر کر سکے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس قانون کو منتخب کرنے میں یہ فائدہ بھی ظاہر ہوا کہ شریعت اسلامیہ میں نمک کو اپنے فطری معادن میں آزاد رکھا گیا ہے۔ اگر کسی مسلمان نے یہ کہدیا کہ اس قانون کی خلاف ورزی فی نفسہ بھی شریعت اسلامیہ کے موافق ہے تو اس نے کیا گناہ کیا۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے اور میرے خیال میں یہ تو کسی نے بھی نہیں کہا کہ گاندھی جی نے اس قانون کی خلاف ورزی کا حکم شرعی احکام کی تعمیل کی نیت سے دیا ہے کیونکہ سب جانتے ہیں کہ گاندھی جی غیر مسلم ہیں وہ اسلامی حکم کی تعمیل کی وجہ سے کوئی حکم دیں یہ بظاہر مستبعد ہے۔ مگر یہ ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ حکم اسلامی حکم کے خلاف نہیں ہے۔ جیسے گاندھی جی شراب چھوڑنے کا حکم دے رہے ہیں تو یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ گاندھی جی نے یہ حکم شریعت اسلامیہ کی تعمیل کی نیت سے دیا ہے۔ مگر یہ ہر مسلمان کہہ سکتا ہے کہ یہ حکم اسلامی حکم کے موافق ہے۔ اسلام بھی شراب کو حرام قرار دیتا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو اس حکم کی تعمیل کرنی چاہئے۔ اور اس میں کوئی غلطی نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ

Thānavi
Author
Title Mut
MG1